رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۴

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۱ و ۲ | بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۱۵ء | جلد [illegible]

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے عہ غیر ممالک سے ۱ے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا احمد چوہدری عبدالسلام)
(رجسٹرار نے شائع کیا)

چند ضروری گذارشیں

۱۔ جنوری فروری کے دو نمبر اکٹھے شائع ہوتے ہیں۔ کاغذ باوجود گرانی عمدہ لگایا گیا ہے مضامین آپ کے سامنے ہیں۔ ہر خریدار ایک خریدار اور دے تو بہت سی مشکلیں حل ہو جائیں جو سنگ راہ ہے۔

۲۔ تشحیذ بک ایجنسی کی مفصل فہرست دسمبر کے رسالہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے احباب سے امید ہے کہ وہ لٹریچر کی اشاعت کا ثواب حاصل کرینگے کہ اسمیں تشحیذ فنڈ کی مضبوطی کے سوال کا حل بھی ہے۔ تاویل المتشابہات الگ بھی شائع ہوا ہے یہ ایک نہایت ضروری مضمون ہے جو غیر احمدیوں اور غیر مبایعین پر حجت اور احمدیوں کے ازدیاد ایمان کا موجب ہے ۲ر فی جلد کے حساب سے متعدد کاپیاں منگوائیں۔

۳۔ میاں فخر الدین صاحب احمدی مالاباری نے بمبئی میں ایک احمدیہ کمیشن ایجنسی کھولی ہے سلسلہ کے تاجر اور دوکاندار انکی معرفت مال منگوائینگے تو انشاء اللہ فائدے میں رہینگے بلٹ (پیٹیاں) جو اکثر سپاہیوں کے کام آتی ہیں ہمارے مالاباری دوست خود تیار کرتے ہیں۔ وہ بھی انہی کی معرفت ملینگی برادر موصوف کا پتہ یہ ہے میمنی بلڈنگ احمدیہ ایسوسی ایشن متصل کھڑا پارک پوسٹ نمبر ۸ بمبئی۔ برادر موصوف یہ بھی چاہتے ہیں کہ انہیں مستطیع دوست دس دس روپے قرض حسنہ دیں تاکہ وہ کاروبار چلا سکیں اور وہ نمبروار یہ روپیہ واپس کرینگے حضرت خلیفۃ المسیح نے اس تحریک کی منظوری دی ہے۔

۴۔ آجکل ایک حمائل بلا ترجمہ صحیح لنڈن کے عکسی چھاپے خانے میں چھپی ہوئی خوشخط ۸؎ میں ملتی ہے احباب دفتر تشحیذ سے منگوالیں عکسی روسی حمائل کی طرح نہیں بلکہ ہوبہو کاتب کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے

۵۔ حکیم امیر احمد صاحب قریشی پسر برادر زادہ حضرت خلیفۂ اول کے پاس حضور موصوف کے خاص مجربات کے چند نسخے تیار شدہ ہیں ضرور تمند احباب ان سے دوائی منگوائیں تو ہم خرما وہم ثواب کیونکہ وہ مالی ابتلا میں ہیں۔ مقوی بینظیر (اعضا رئیسہ کے لئے) ۱۲؎ فی ڈبیہ (۲) حب بواسیر خونی و بادی ۱۲؎ فی ڈبیہ (۳) سرمہ زنگاری ۸؎ فی شیشی ۔ رعایتی قیمتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۱۸ء

جنت و نار کی ٹھیکیداری

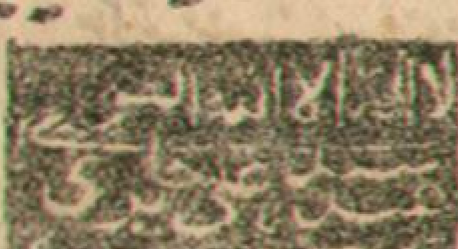
ایک شیعہ مجتہد کی کارگذاری

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے اور غنی عن العالمین اسکے غناء ذاتی سے انبیوں کا تو کیا ذکر بڑے بڑے اولیاء و انبیاء حتیٰ کہ سید المرسلین خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی خائف و ترساں رہے اور جب آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا میری نجات بھی خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ مگر دوسرے صفحہ پر کا ... ... علامہ سید علی حائری شیعہ مجتہد پنجاب کے مکتوب کا ایک عکس دیکھ کر حیران ہونگے کہ آپ مقررہ ٹیکس وصول کر کے دوسرے وابستگان دامن کو بھی بچانے کا ذمہ لیتے ہیں اور آپ نے مختلف علاقوں میں اپنے ایجنٹ بھیج رکھے ہیں تاکہ مومنین سے نماز روزہ وغیرہ کے عوض ٹیکس وصول کر کے آپ کے خزانے میں بھجوائیں۔ ایک وکالت نامہ میر غلام حیدر صاحب مولوی سابق شیعہ نے ہمیں بھی دکھایا ہے جس کا عکس ملاحظہ ہو۔ اس میں اس شخص کا نام جس کو یہ وکالت نامہ دیا گیا ہے عمداً حذف کر دیا ہے دریافت پر بتایا جا سکتا ہے

وکالت نامہ

باسمہ سبحانہ

تمام مومنین مقلدین کو واضح ہو کہ تقلید کے معنے مطابق فرمان مجتہد کے
احکام خدا و رسول پر عمل کرنے کے ہیں کوئی مومن بغیر پوری تقلید اور عمل کرنے
کے بہشتی اور ناجی نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے ہم نے .... کو اپنا وکیل
کیا ہے کہ وہ تمام مومنین سے تمام حقوق خدا و رسول خمس و زکوٰۃ و ردّ مظالم
وغیرہ کو لیکر ہمارے پاس بھیجدیا کرے اور نیز جن مومنین کے والدین بغیر
نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کے فوت ہو گئے ہوں انکی نماز و روزہ اور
حج و زکوٰۃ اور زیارت کربلا معلیٰ اجارہ پر ادا کروائیں اس حساب سے کہ نماز
ایک سال کیواسطے ۱۲ عہ روزہ ایک سال ایک ماہ کیواسطے ۳ عہ روپیہ ہر مومن
کے حج کیواسطے چھ سو روپیہ زیارت در روزہ کربلا نجف کاظمین سامرہ
کیواسطے دو سو روپیہ اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو جہنم سے بچانا
چاہیں اور انکی حال پر رحم کر کے انکی تمام قضاء شدہ نمازیں روزہ اور حج و زیارت
مذکورہ حساب سے روپیہ .... کو سپرد کردیں وہ اسیوقت یہ
روپیہ ہمارے پاس بھیجدیا کرے تاکہ ہم ان اعمال کو ادا کرادیا کریں فقط



از مبارک خیمہ لاہور نمقہ خادم الشریعۃ علی الحائری

مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۲۶ء

ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شیعہ مجتہد صاحب کس دلیری کے ساتھ تحریک فرماتے ہیں کوئی مومن بغیر میری تقلید کے بہشتی اور ناجی نہیں ہو سکتا اور اس کا نشان کیا ہے؟ یہ کہ نماز کے عوض ایکسال کے واسطے بارہ ۱۲ روپے نقد چہرہ شاہی اور روزوں کے واسطے بیس ۲۰ روپے اور زیارت کربلا کے حرجانے میں دو ۲۰۰ سو روپے سرکار شریعتمدار علی الحائری کو ادا کر کے اپنے مردوں کو جہنم سے بچالیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہم تو قرآن مجید میں یہ پڑھتے تھے کہ ولا تجزون الا ما کنتم تعملون ۔ اور یہ کہ وان لیس للانسان الا ما سعی ۔ مگر یہاں بتایا جاتا ہے کہ چند ٹکوں میں یہ کام چل سکتا ہے کیونکہ اپنے مزعومہ سرکار کی نسبت عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ انکی بوجھ اٹھا لینگے تعجب ہے کہ مدعیانِ اسلام میں بھی ایسے لوگ ہوں جو اپنے متعلق اعمال سے ایسے فارغ ہوں کہ اب انہیں دوسروں کے ذمے کے اعمال کرنے کی فرصت ہو اور وہ اعلان کر سکیں کہ ہمیں ٹکے دلواؤ ہم ان اعمال کو ادا کر دیا کرینگے اعمال کا ثواب تو خدا تعالے کے اختیار میں ہے حائری صاحب کو کیا حق ہے کہ وہ جسے چاہیں دیتے پھریں مرض تو زید کو ہے ۔ اور دوائی کھاتا ہے بکر تاکہ زید اچھا ہو جائے مردوں کے لئے بیشک دعا مفید ہے صدقہ مفید ہے کیونکہ جس مسکین کو دیا جائیگا وہ اسکے حق میں دعائیں دیگا اور اللہ کی رحمت جوش میں آئیگی اور جس کے لئے صدقہ دیا جائیگا اسکا بیڑا پار ہو جائیگا مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اذا مات العبد انقطع عنہ الحدیث اور لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد کے خلاف کوئی ٹکے لیکر دوسرے بھائی کے عوض میں نماز پڑھے اور فرض ادا ہو جائے ہمارا خیال ہے کہ دوسرے شیعہ مجتہدین کو علامہ علی الحائری کے اس فعل سے اتفاق نہیں ہوگا کیونکہ یہ تو اسلام سے نفرت پھیلانیکا موجب ہے ہدانا اللہ وایاکم ۔

ہماری جماعت کے خوارج

جب یہ لوگ خلافت ثانیہ کے قیام پر جماعت سے علیحدہ ہوئے ہیں اور امر خلافت میں انہوں نے اپ کو ناحق پر پاکر اور اپنا پہلو کمزور جان کر نبوت اور کفر و اسلام کی بحث چھیڑ دی ہے تو سب سے پہلے مولنا محمد سرور شاہ صاحب نے مجھے کہا کہ در حقیقت ان لوگوں کا ایمان مسیح موعود کی صداقت

پر نہیں اور محض شرم کے مارے یہ علانیہ ارتداد اختیار نہیں کرتے ورنہ ان کے دلوں میں اب ہماری نسبت غیر احمدیوں سے کم بغض اور نفرت نہیں۔ ہمنے اس بات کو تسلیم نہیں کیا مگر واقعات مجبور کرتے ہیں کہ ان سب کی نسبت نہیں تو بعض کی نسبت یہ مان لیا جائے کہ درحقیقت یہ سلسلہ احمدیہ سے نفور ہیں اور حضرت مسیح موعود سے آپ کی بعض پیشگوئیوں اور دیگر حالات کی بنا پر بے اعتقاد ہو چکے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان کی تقریروں اور تحریروں میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو ایک غیر احمدی بھی کہنے سے جھجک جاتا ہے بلکہ بعض باتیں تو انہوں نے ایسی لکھدی ہیں جو مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بھی نہیں سوجھیں۔

سب سے اول ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے خلیفۃ المسیح کو پوپ لکھکر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی دربارہ پسر موعود کی تکذیب کی پھر ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے کہا کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں چلو چھٹی ہوئی جب ایمان کا جزو نہیں تو پھر کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو غرضہ سہام ابتلا بنائے۔ اسکے بعد لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا۔ اور اپنا اپنا عقیدہ الم نشرح کیا مگر پونچھ کے مرزا عبد الکریم صاحب نے تو حد ہی کردی جب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کے حوالہ کا کچھ جواب نہ بن آیا تو لکھدیا کہ یہ قول مرزا غلام احمد صاحب کا کہ مجھ سے پہلے جو انبیاء گزرے ہیں وہ نبی کہلانے کے مستحق نہیں اور نبی کے نام سے میں ہی مخصوص ہوں خلاف قرآن وحدیث ہے اب ناظرین غور فرماویں کیا ایک احمدی یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے مرشد میرے ہادی میرے مقتدا جو تمام انبیاء اور سید الرسل کا موعود اور آخری زمانے کی اصلاح کے لئے مبعوث ہے جس کی نسبت رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ امت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے جس کے آخر میں مسیح ہو اسنے خلاف قرآن وحدیث ایک عقیدہ عمر بھر رکھا اس قسم کی اور بھی کئی باتیں ہیں جو ان گستاخوں نے لکھیں اور خود سید محمد احسن صاحب امروہوی نے اس قسم کے بیسیوں حملے مسیح موعود پر کئے اور حضرت اقدس کے الہامات مثل انت منی بمنزلۃ ولدی وغیرہ کی تفسیر کرنے کی بجائے ان سے ناپسندی ظاہر کی اور حال ہی میں لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس کی نسبت لکھدیا ہے کہ یہ پیشگوئی رسول اللہ کی

مسیح موعود سے پہلے پوری ہو چکی ہے حالانکہ حضرت اقدس نے بڑے جزم کے ساتھ یہ دعویٰ فرمایا کہ اس کا مصداق میں ہی ہوں دونوں عبارتیں بالمقابل ملاحظہ ہوں۔

مولوی محمد احسن صاحب کی تحریر

اس حدیث کی پیشگوئی خواہ بصیغہ مفرد ہو یا بصیغہ جمع منتظر الوقوع نہیں رہی۔ اسکی مصادیق تو پہلے وقوع ہو چکی مختصر بیان اسکا یہ ہے۔ کہ حضرت امام الدنیا فی الحدیث حافظ اور حجۃ فی الحدیث حضرت امام بخاری رجل من فارس ہیں جو قدسی الاصل ہیں اور اگر صیغہ جمع کا لیا جائے تب بھی امام مسلم وغیرہ ہیں جنمیں اکثر جامع امہات ستہ کے ہیں . . . پس یہ مضمون جو حدیث سے مستنبط ہے جسمیں مجاز اور مبالغہ بھی موجود ہے۔ بغیر ان محدثین کے اور کس میں پایا جاتا ہے ہاں بسبب الہام کے حضرت مرزا صاحب کو بھی اسمیں داخل سمجھتے ہیں (پیغام ۲۲ر دسمبر ۱۹۱۷ء)

(مضمون مولوی محمد احسن صاحب)

حضرت مسیح موعود کی تحریر

اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس اس عاجز کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ امت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق وحی الہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالے کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ومن ینکرہ فلیبارز للمباہلۃ ولعنۃ اللہ علی من کذب الحق او افترٰی علی حضرۃ العزۃ اور یہ دعوی امت محمدیہ میں سے آجتک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالے نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالے کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں ؛

تحریر مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ خدا کی وحی نے مجھے بار بار اطلاع دی ہے کہ صرف میں ہی اس نام کا مستحق ہوں اور جائز نہیں کہ امت محمدیہ میں کوئی اور اسکا مستحق ہو۔ جو اسکا انکار کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت ہو اور وہ میرے ساتھ مباہلہ کرے مگر مولوی محمد احسن صاحب کی جرأت دیکھئے کہ وہ علانیہ لکھتے ہیں اور پیغام والا

اسکو چھپاتا ہے کہ اس حدیث کے مصداق گزر چکے ہیں اور یہ پیشگوئی منتظر الوقوع نہیں رہی اور گویا خدا کی اس لعنت سے اس بڑھاپے میں حصہ لینا چاہتا ہے جو مسیح موعود نے اپنے منکروں کے لئے رکھی تھی اگر مولوی محمد احسن صاحب کو اپنی بات پر ایسا ہی یقین ہے تو وہ اب بھی رجل من فارس کے مصداق کے بارے میں جماعت احمدیہ کے خدام سے مباہلہ کر سکتا ہے اور ہم اسے مباہلہ کا چیلنج دیتے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ ہرگز مقابلہ پر نہیں آئے گا پھر لطف یہ ہے کہ حافظہ خیاشد خود مولوی محمد احسن صاحب نے مسک العارف میں یہ عبارت لکھی ہے۔

"بعض علماء اور شارح حدیث نے مصداق اس حدیث کا بعض محدثین کو لکھا ہے اور بعض فقہاء نے حضرت امام ابوحنیفہ کو مصداق اس حدیث کا قرار دیا ہے لیکن یہ ائمہ حدیث اور حضرت امام اعظم مصداق اس حدیث کے ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ زمانہ تابعین یا تبع تابعین میں علم دین بسیط الارض سے منعدم نہیں ہو گیا تھا جو جملہ لو کان الدین والعلم او الایمان عند الثریا سے مفہوم ہوتا ہے اور نہ کسی نے ان میں سے دعوے مصداق ہونے اس حدیث کا کیا ہے × × پھر یہ ائمہ محدثین یا امام اعظم صاحب اس حدیث کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں

دیکھیے کس زور شور سے اسی مولوی محمد احسن نے (جواب لکھتا ہے کہ یہ پیشگوئی محدثین پر پوری ہو چکی اور منتظر الوقوع نہیں رہی اور پھر چیلنج کرتا ہے کہ یہ مضمون پیشگوئی بغیر ان محدثین کے اور کس میں پایا جاتا ہے) ان لوگوں کی تردید کی ہے جو اس پیشگوئی کا مصداق محدثین کو سمجھتے ہیں اور پھر بڑے دعوے سے لکھا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق مسیح موعود ہی ہے اور مصداق اس آیت کا وہی ہے (اصل عبارت) اور اخیر میں یہ بھی لکھا ہے۔

"بلکہ آیات الٰہیہ بھی اسکی تصدیق کر رہی ہیں متعین انه هو المصداق لهذا الحديث ظهراً و بطناً والاسماء نصر الله بطل ثم معقل"

تعجب ہے کہ یہ نہر معقل جو باطل ہو چکی تھی یہ پھر کیوں جاری ہو گئی کیا یہ کھلا کھلا ارتداد نہیں جو افسوس ہے میرے قدیمی مہربان مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی نے اختیار کیا ہے وہ یقیناً اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتے۔

پھر مرحوم جلسے کا قصہ سنیئے ایک مباحثے سے بحث کرتے ہوئے جب آپ بالکل ساکت ہو گئے تو یہ الفاظ لکھنے پر مجبور ہوئے جن کا عکس دیا جاتا ہے ۔

حضرت مرزا صاحب کا یہ عقیدہ تھا کہ
مسیح ابن مریم اسرائیلی بن باپ کے
پیدا ہوئے تھے۔ اور چونکہ یہ عقیدہ
ان کا قرآن کریم کی بعض آیات صریح
کے خلاف تھا۔ اس لئے میں نے
اس عقیدہ کو قبول ~~بعض~~ انکی زندگی
در موجودگی میں بھی قبول نہیں کیا۔

محمد علی

مسیح اور مہدی مان کر پھر یہ کہنا کہ وہ مسیح و مہدی جو دین الحق اور ہدایت لیکر آیا تھا اور کہو اجمعین خلاف قرآن و حدیث عقیدہ رکھتا تھا کتنی بڑی بھاری گستاخی اور دلیری بلکہ مجھے کہنا چاہیئے کہ بیشرمی اور بے حیائی ہے کیا یہ واقعات ثابت نہیں کرتے کہ اب ان لوگوں نے سلسلہ احمدیہ سے کھلا کھلا ارتداد شروع کر دیا ہے بلکہ یہ حضرت مسیح موعود کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے کیونکہ خلاف قرآن و حدیث جو عقیدہ رکھتا ہو وہ مسلمان کیسا ؟

مولوی محمد علی ایم اے ہیں مباہلہ کو بچوں کا کھیل فرماتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اسے فیصلہ کا آخری طریق بتایا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود عمر بھر اسے اپنی صداقت کا معیار فرماتے رہے آپ نے اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے یہی اسکا امتیازی نشان بتایا کہ اسکے پیرو اپنے اندر اسقدر قوت ایمانی رکھتے ہیں کہ مقابل کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہیں وہ یا تو سامنے ہی نہیں آتا اور اگر آتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے یہ روحانیت علیٰ قدر مراتب مامور کی جماعت میں بھی جب تک اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو رہتی ہے مگر مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ مباہلہ صرف مامور کر سکتا ہے (ب) کسی کی موت پر سلسلہ کی صداقت کا دار و مدار نہیں (ج) ہمارے پاس دلائل ہیں مباہلہ کی ضرورت نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ مباہلہ اگر مامور ہی کرتا ہے تو پھر ان غیر احمدیوں آریوں عیسائیوں کا کیا قصور ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے مباہلہ کی دعوت پر مقابلہ کے لئے نہ آئے کیونکہ وہ غیر مامور تھے مباہلہ صرف مامور کے لئے ہے (ب) پھر حضرت مسیح موعود نے اپنے مریدوں کے مباہلوں کو جو انہوں نے کئے اپنی صداقت کا نشان کیوں ٹھہرایا منع کیوں نہ کیا صحابہ کرام اور بعض ائمہ عظام نے کیوں مباہلوں کی دعوتیں دیں کیا وہ مامور تھے کسی کی مطلق موت و حیات پر تو بیشک سلسلہ کی صداقت کا مدار نہیں مگر مباہلہ کے اثر پر تو ہے کیونکہ خدا سے فیصلہ چاہا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے کلمہ حق کا اعلاء کرتا ہے ان ھٰذا لھو القصص الحق وما من الٰہ الا اللہ اچھا آپ یہ بتائیں کہ حضرت مسیح موعود نے آپکو فرمایا تھا اگر آپ کو طاعون ہو گیا تو میرا سلسلہ جھوٹا۔ کیا سلسلہ کی صداقت آپکے وجود سے وابستہ تھی جب آپ غیر احمدی تھے اسوقت بھی سلسلہ سچا تھا جب آپ مر جائینگے تو بھی سچا رہیگا لیکن انی احافظ کل من فی الدار سلسلہ کی صداقت کا تقاضا تھا کہ اب مسیح موعود کے گھر کا ایک کتا یا چوہا بھی طاعون سے نہ مرے ۔ + باقی رہا اپنے دلائل پر غرہ کیا سید الرسل محمد رسول اللہ سے زیادہ دلائل [illegible] + مباہلہ کا اعلان کرنا پڑا تو آپکے خلفاء کیوں ایسا نہ کریں غرض کیا چھوٹا کیا بڑا ... سنت اللہ

(صرف اُن لوگوں کے لئے لکھا گیا۔ جو احمدیت سے ناواقف ہیں۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلے علٰے رسولہ الکریم

مُسلمانوں سے تین سوال

یاقومنا اجیبوا داعی اللہ

(لوگو! اللہ کی طرف بلانے والے کی سنو۔ ترجمہ بالمراد)

پہلا سوال ایک عیسائی پوچھتا ہے۔ کہ عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰی ؑ اپنے جسم کے ساتھ دو ہزار برس سے آسمان پر زندہ ہیں۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو زمین پر انتقال کئے تیرہ سو برس گذر گئے۔ (۲) حضرت عیسٰی ؑ مُردے زندہ کیا کرتے تھے۔ اور نبی کریم ؐ نے ایک مُردہ بھی زندہ نہ کیا۔ (۳) حضرت عیسٰی ؑ پرندے بنایا کرتے اور غیب کی خبریں بتلایا کرتے تھے۔ اور نبی کریم ؐ نے نہ پرندہ بنایا نہ غیب دان ہونے کا دعوٰی فرمایا۔ اب بتلاؤ کہ ہمارا مسیح افضل ہے یا تمہارا محمدؐ (فداہ روحی صلے اللہ علیہ وسلم) دائمی زندگی۔ آسمان پر چڑھنا۔ غیب دانی۔ مُردوں کو زندہ کرنا۔ اگر خدائی صفات نہیں ہیں۔ تو اور کیا ہیں؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں کس کو یہ زندگی اور یہ فضیلت حاصل ہے؟

پھر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب اُمت محمدیہ بگڑ جائیگی۔ تو انکی اصلاح کے لیے حضرت عیسٰی کو ہی آسمان سے تکلیف کرنے کی ضرورت۔ اور قدم رنجہ فرمانے کی حاجت ہوگی ÷

دوسرا سوال ایک دہریہ پوچھ سکتا ہے کہ اسلام کی فضیلت غیر مذاہب پر کیا ہے؟ کیوں ہم اسلام کو قبول کریں اور دوسرے مذاہب کو ترک۔ اسلام

اگر نیکی کی تعلیم اور خدا کی ہستی اور جزا و سزا کی تعلیم دیتا ہے۔ تو دوسرے مذاہب بھی نیکی ہی سکھلاتے اور خدا ہی کو منواتے ہیں۔ اسلام کے پاس قرآن ہے تو ہندوں کے پاس وید۔ عیسائیوں کے پاس انجیل۔ اور یہودیوں کے پاس توریت و طالمود۔ پارسیوں کی ژند و تسنا۔ سبھی اپنی اپنی کتاب کو آسمانی اور خدا کی کتاب کہتے ہیں۔ اسلام کے پیغمبر صاحب نے بڑے بڑے معجزے اور کرامات دکھلائے۔ تو ہندوں کے اوتاروں اور عیسائیوں کے راہبوں سے کبھی خرق عجائبات کم نہیں۔ اسلام پر چلکر لوگ اگر غوث۔ قطب اور خدا رسیدہ ہوئے۔ تو وید و پران پر چلکر بڑے بڑے رشی۔ مہارشی ہوئے۔ اخلاق فاضلہ انہوں نے بھی دکھلائے۔ انہوں نے بھی خدا کے نام کی منادی کی اور نیکی و نیکوکاری کا پرچار اس مذہب نے کیا۔ اور اس نے بھی۔ مسلم کی عبادت نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ہے تو ہندوں کی سندھیا۔ تیرتھ۔ دان اور اُپاس ہے۔ انگریزوں کا پریر۔ فاسٹنگ اور بیت المقدس کی زیارت ہے۔ اصول مذاہب ایک ہیں۔ جو کام اس مذہب میں نیک یا بد ہے وہ دوسرے مذہب میں بھی۔ مسلمانوں کی زیارت گاہ مکہ۔ ہندوں کی کاشی و جگن ناتھ عیسائیوں کے لئے بیت المقدس۔ بدھ مذہب والے اپنے متبرک مقامات کی زیارت کرتے ہیں۔ اب بتلاؤ۔ کہ کونسی دلیل ہے۔ اور کونسا معیار جو بتلائے کہ اسلام کا خدا ہے۔ اور خدا اسلام کا۔

پھر عیسائی خدا کو امنی پوٹنٹ۔ ہندو اُسے سرب گیان اور مسلمان اُسے عالم الغیب مانتے ہیں۔ لیکن معلوم نہیں۔ کس کا خدا عالم الغیب ہے؟

تیسرا سوال ۳ ایک دلدادہ تحقیق مسلمان پوچھ سکتا ہے کہ (۱) جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسا شخص بھیجیگا جو اس اُمت کے دین کی اصلاح اور تجدید کریگا۔ ۱۴ سنہ ہجری کا سر تو کجا دنیا کے تمام سنین کا سر بھی آچکا۔ بلکہ سنہ ہجری کا سر تو کجا کمر تک آگئی (چھتیس ۳۶ برس گذر گئے) صدی کا مجدد کہاں؟ پھر اسلام پر کبھی ایسی تباہی اور ادبار کا زمانہ آیا تھا؟ کیا عالموں۔ زاہدوں فقیروں۔ امیروں۔ صوفیوں اور گدی نشینوں۔ مشائخوں میں فسق و فجور کی بہتات نہیں؟

کیا یہ لوگ اسلام کے بدنام کرنے والے نہیں ہیں؟ (۲) گذشتہ صدیوں میں عین وقت پر امام اور مجدد آئے۔ امام غزالی۔ امام رازی۔ امام ابوحنیفہ۔ امام بخاری۔ امام عبد القادر جیلانی۔ حضرت معین الدین چشتی وغیرہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم۔ اِس صدی پر کون آیا؟ (۳) چودھویں صدی میں مہدی موعود کا ظہور ہو گا۔ حضرت محی الدین ابن عربی نے فرمایا۔ مجدد الف ثانی نے فرمایا۔ نعمت اللہ شاہ ولی نے فرمایا۔ نواب صدیق حسن نے اقتراب الساعۃ میں ظہور مہدی کی پندرہ بیس علامتیں لکھ کر فرمایا کہ مہدی کا ظہور ہو گیا ہے۔ شاید میں زیارت سے محروم رہوں گا۔" خواجہ حسن نظامی فرماتے ہیں "وہ علامتیں تو پوری ہو چکی ہیں۔ ظہور مہدی عنقریب ہے۔" شیعہ کہتے ہیں کہ مہدی پیدا ہو چکے ہیں۔ ابھی ظاہر نہیں ہوئے۔ (۴) حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہور مہدی کی علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ وہ اکثر پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ رمضان میں کسوف وخسوف۔ ریل کی سواری۔ دمدار تارہ نکلنا۔ مشرق سے آگ نکلنی۔ اُونٹ کی سواری کا بیکار ہونا۔ قحط و طاعون پڑنا۔ خطوط کی کثرت۔ غیر قوموں کی حکومت وغیرہ وغیرہ کوئی تیس چالیس علامتیں پوری ہوئیں۔ لیکن دوستو! صدی آدھی ہونے کو آئی۔ اسلام کی رُوحانی حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔ علماء و صوفیا بشارت دیتے جاتے ہیں مگر ؎

خبر لے اے مسیحا تو کہاں ہے ٭ ترا بیمارِ اُلفت نیم جان ہے۔

سُنئیے احضرت مرزا غلام احمدؐ قادیانی اِن کا کیا جواب دیتے ہیں۔

اوّل۔ یہ غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں (الف) قرآن شریف کی تیس آیتیں انہیں مردہ بتلاتی ہیں (۱) یا عیسےٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ (سورۃ آل عمران) حضرت ابن عباس جو صدر المفسرین اور جن کے علم القرآن کے لئے نبی کریمؐ نے دعا فرمائی تھی۔ متوفیک کے معنے ممیتک (مارنیوالا ہوں) بتلاتے ہیں۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر۔ (۲) ما محمدؐ الا رسول قد خلت من قبله الرسل (ترجمہ) محمدؐ ایک رسول ہی ہیں۔ اُنکے پہلے سب رسول مر گئے۔ (۳) ماجعلنا البشر من قبلک الخلد۔ تجھ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشگی نہیں دی گئی۔ (ب) حدیث

حضرت عیسیٰ کو مردہ بتلاتی ہیں (ا) لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی۔ ترجمہ اگر عیسیٰ و موسیٰ زندہ ہوتے تو انکو میری اتباع کرتے بنتی۔ (ج) تمام صحابہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ حضرت ابن عباس۔ وہب۔ ربیع۔ اسحٰق اور اماموں میں امام بخاری و امام مالک وفات مسیح کے قائل۔ ایک صحابی کا نام لو جو حیات مسیح کا قائل ہو۔ ائمہ اربعہ میں سے ایک کا بھی قول پیش کرو۔ جو حیات مسیح بتلاتا ہو (ایسا بتلانے والے کو مبلغ انعام۔ مشتہر) تفصیل کیلئے دیکھو ازالہ اوہام اور الدلیل المحکم مصنفہ مولوی عبدالرحیم صاحب کی کتب کی۔

دوم بے شک اسلام ہی سچا مذہب اور عرب کا پاک نبی ہی سچا نبی ہے۔ اور اسکو سچا ثابت کرنے کے لئے میں (مرزا صاحب) تیار ہوں۔ جسطرح چاہو۔ امتحان کر لو۔ (۱) ایک کتاب براہین احمدیہ اسلام و نبیٔ اسلام کی صداقت پر لکھی ہے۔ اسکے دلائل کو توڑ دو یا اس کی طرح اپنی کتاب سے اپنے مذہب کی صداقت کا ثبوت پیش کرو۔ اور ہم سے دس ہزار روپیہ انعام پاؤ۔ (۲) نشانات آسمانی کے ذریعہ اسلام کی صداقت کا ثبوت ہم سے لو (الف) ایک سو مایوس العلاج بیماروں کو بطور قرعہ اندازی بانٹ لو۔ تم بھی اپنے خدا کو بلاؤ۔ اور میں بھی اپنے حیّ و قیوم مولا کو بلاتا ہوں۔ دیکھیں خدا کس کے ساتھ ہے اور کس کے بیمار اچھے ہوتے اور کس کے مرتے ہیں (ب) کسی خاص معاملہ میں تم بھی توجہ کرو۔ اور میں بھی کرتا ہوں۔ دیکھیں خدا کس کی سنتا اور کس کو آئندہ واقعات بتلائے جاتے ہیں (ج) تم بھی خدا کو سرب گیان کہتے ہو۔ اور میں بھی کہتا ہوں۔ دیکھیں خدا سے خبر پا کر کون غیب کی خبریں کثرت سے دیتا ہے اور کس کی پیشگوئیاں بکثرت اور صفائی سے پوری ہوتی ہیں (د) تم اپنے پرمیشور کو بلاؤ۔ کہ جو جھوٹا ہو سچے کے سامنے ہلاک ہو جاوے۔ اور میں بھی اپنے مولا قدیر کو بلاتا ہوں۔ پھر دیکھو کون ہلاک ہوگا۔ اور کون بچ جاتا ہے۔ (اس قسم کے اشتہار چھاپ کر پادریوں اور آریوں۔ ہندوؤں کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجے گئے۔ مشتہر)

سوم تیسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سچے اور آپ کی پیشگوئی سچی خداوند تعالےٰ نے مجھے اس زمانہ میں چودہویں صدی کے سر پر مہدی و مسیح کر کے بھیجا ہے۔ نبی کریم اپنی اُمت کو فرماتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر ہے۔ بھلا

اُمت کی ہدایت کے لئے بنی اسرائیل کا پیغمبر آوے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کی ہتک نہیں ہے؟ پھر حدیث بولتی ہے۔ لا مہدی الا عیسےٰ۔ مہدی اور عیسیٰ ایک ہیں۔ مسلم کی حدیث اما مکم منکم۔ تمہیں میں سے ایک تمہارا امام بتلاتی ہے۔ امام احمد حنبل۔ امام زرقانی۔ نعمت اللہ شاہ ولی۔ محی الدین ابن عربی قائل ہیں کہ مسیح اسی اُمت سے ہوگا۔ ظہور مہدی کی علامتیں پوری ہوئیں۔ مہدی کے سر پر سوائے میرزا (مرزا صاحب) کس نے دعویٰ کیا؟

آؤ! دیکھیں اس مردِ خدا نے کیا کیا؟

ابتدائی زندگی ۱۸۳۵ء میں پیدائش اور ۱۹۰۸ء میں وفات ہے۔ لڑکپن اور جوانی اعلےٰ درجہ کی تقویٰ، عفت اور عبادت و ریاضت میں کٹے۔ مہینوں روزے رکھتے اور اپنا کھانا غریبوں کو بانٹ دیتے۔ قرآن کریم اور نمازوں کی کثرت اسقدر تھی کہ لوگ حیران تھے۔ بے داغ اور پاک زندگی کے گواہ ہندو اور مسلمان دونو ہیں۔ اسلام کے خلاف جو مضامین نکلتے اس کا جواب دیا کرتے۔ معمولی تعلیم فارسی و عربی و طب کی پائی تھی ؛

دعویٰ چالیسویں برس دعوے مہدویت و مسیحیت کیا۔ مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کے لئے مہدی اور پادریوں کا غرور توڑنے کے لئے مسیح۔ خدا نے بنایا کہ تا ثابت ہو۔ کہ جو ان کا خدا ہے۔ اس کا ہم پلہ ایک محمدؐ کا غلام بھی ہو سکتا ہے ؛

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند ؛ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

(صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و آلہ) ہندوؤں کے بالمقابل کرشن۔ لیکن سب کو ایک ہی پاک نبی محمدؐ اور پاک کتاب قرآن کی طرف بلایا کہ اسکے بغیر نجات نہیں۔ کوئی نئی شریعت کا دعویٰ نہ تھا۔ وہی قرآن اور وہی حدیث اور وہی صحابہ۔ ہاں دعوے نبوت کیا۔ لیکن بایں معنے کہ کثرت سے امور غیبیہ مجھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ عربی میں وہ شخص جو خدا کی طرف سے غیب کی خبر بتلاوے۔ نبی کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی لفظ نہیں۔ اور یہ رتبہ بطفیل خاتم النبیین سید الاولین والآخرین صلعم کے ملا ؛

اسلام اور نبی اسلام کی خدمت تیرہ سو برس میں ایسی خدمت کسی نے نہیں کی (الف) دلائل اور حقائق کا ایسا ذخیرہ بہم پہنچایا کہ آریہ سماج کا ناک

میں دم آگیا۔ پادریوں نے سمجھوتہ کر لیا کہ احمدیوں (آپ کی جماعت کا نام) سے مباحثہ نہ کرنا۔ براہین احمدیہ سرمہ چشم آریہ۔ چشمہ معرفت وغیرہ وغیرہ کتابیں بے نظیر لکھیں۔ (ب) ۲۶۰۰۰ اشتہار امریکہ یورپ۔ آسٹریلیا میں اشاعت اسلام کے لئے بھیجے (ج) غیر مذاہب کے مقابل اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہو کر کھڑا ہو گیا (دیکھو جواب نمبر دوم اشتہار ہذا) (د) ہزاروں ہندوؤں اور آریوں کو اپنے خواب اور کشف کا گواہ بنا کر اسلام کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت دیا۔ (ہ) امریکہ کے عبداللہ کوئلم آپ ہی کے اشتہارات پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ اور امریکہ کا مسٹر ڈوئی جو مدعی نبوت اور مسلمانوں کی ہلاکت کا مدعی تھا۔ آپ ہی کے مباہلہ اور مقابلہ سے ہلاک ہوا تو ہندوستان کا آریہ لیکھرام غیبی قاتل کا نشانہ بن کر اسلام کو خدا کا مذہب ثابت کر گیا۔ (و) رسول کریمؐ کی ایسی محبت اور ایسا عشق کسی میں نہ دیکھا۔ ہزاروں اشعار ایسے پریم بھرے لکھے کہ جو دیکھے وہ بھی آنحضرت صلعم کا عاشق ہو جاوے (ز) ایک پاک اور متقی جماعت بنائی۔ جو شریعت اسلامیہ پر پابند۔ تہجد گذار۔ خدا کے راہ میں مال اور جان سے نثار۔ اور جو چار دانگ عالم میں گھوم گھوم کر اسلام کی منادی کرنیوالی

(ح) دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تعلیم ۔

آپ کے اخلاق

بیان کو ایک دفتر چاہئے ہیں۔ اخلاق فاضلہ کے قائل دوست دشمن سب ہی ہیں۔ عفت۔ غمخواری۔ کرم و سخاوت۔ سادہ زندگی۔ بڑے بڑے قصور معاف کر دینا۔ اعلیٰ درجہ کا صبر۔ رضا۔ توکل۔ غرض مختصر یہ ہے کہ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ اخلاق آپ ہی میں تھا۔ اس مختصر اشتہار کا دامن تنگ ہے۔ ناظرین اگر سیرت مسیح موعود مصنفہ مولوی عبدالکریم دیکھیں تو میرے بیان کی تصدیق کریں۔ راست گوئی کے خاطر مقدموں میں شکست اٹھائی۔ غصہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ ہاں نبی کریمؐ کے متعلق کسی کی گستاخی سنتے۔ تو آپے سے باہر ہو جاتے۔ چہرہ سرخ ہو جاتا۔ شریعت محمدیہ کے کامل متبع اور قرآن مجید کے کامل فرمانبردار۔ سخاوت۔ اور ہمدردی مخلوق میں بے نظیر ۔

آپ کی تعلیم

ان اشعار سے ظاہر ہے ۔

ما مسلمانیم از فضل خدا ۔ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا ۔ اندریں دین آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم ۔ آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست ۔ بادۂ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام ﴿ ہر نبوت را بروشد اختتام + مہر او باشیر شد اندر بدن ﴿ جاں شد و باجاں بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام ﴿ دامن پاکش بدست ما مدام + ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست ﴿ زو شدہ سیراب سیراب آنکہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود ﴿ آں نہ از خود از ہماں جا بود + ما ازو یابیم ہر نور و کمال ﴿ وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست ﴿ ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست + از ملائک وز خبرہائے معاد ﴿ ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد

ایں ہمہ از حضرت احدیت است ﴿ منکر آں مستحق لعنت است + معجزات او ہمہ حق اندر است ﴿ منکر آں مورد لعن خداست

معجزات انبیاء سابقین ﴿ آنچہ در قرآں بیانش بالیقین + بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست ﴿ ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب ﴿ نزد ما کفر است و خسران و تباب۔

تصانیف ... سے زیادہ ہیں۔ جنمیں سے کئی ایک کا ترجمہ انگریزی۔ فرانسیسی۔ بنگالی۔ پشتو۔ گجراتی۔ فارسی عربی اور دوسری زبان میں۔ بعض کتابیں اعجازی ہیں کہ عرب و عجم کے علماء کو ان کے مثل لانے پر ہزاروں کے انعام کا وعدہ تھا۔ اور یہ بھی تحدی تھی کہ کوئی اس کا جواب دُنیا بھر میں نہیں لکھ سکتا۔ کیا ایک جھوٹا ایسا دعویٰ کر کے سرخرو ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ خدا کی تائید نہ ہو ﴿

نشان صداقت آپ ہی کے الفاظ میں (۱) میں قرآن شریف کے معجزے کے ظل پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو مقابلہ کر سکے (۲) قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے (۳) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں۔ کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہوئیں۔ اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے (۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ ضرورت الامام صفحہ ۲۵

پیشین گوئیاں کثرت سے پوری ہوئیں "نشان آسمانی" میں فرماتے ہیں۔ تین ہزار پیشگوئیوں کی صداقت کا ثبوت عام مجلس میں دینے کو تیار ہوں۔ طاعون۔ قحط۔ زلزلہ۔ تقسیم بنگال۔ جنگ بلقان۔ ایران کا انقلاب۔ ڈوئی اور لیکھرام کی موت۔ احمد بیگ کی موت وغیرہ وغیرہ۔ موجودہ جنگ کا نقشہ مدتوں پہلے سے کھینچکر کہا تھا کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار"۔ (تفصیل کے لئے حقیقۃ الوحی۔ سراج منیر۔ براہین احمدیہ دیکھو)

خدا کی تائید سارے زمانہ نے مخالفت کی۔ عیسائی اسلئے دشمن کہ ان کے ... کو مارتا ہی۔ آریہ ...

غلطیاں نکالنے اور لیکھرام کی موت کی پیشگوئی کرنے سے دشمن۔ سکھ اسلئے ناراض کہ گورونانک کو پکا مسلمان ثابت کرتا ہے۔ مسلمان اس لئے بگڑے کہ تمام فرقوں کا حکم اپنے کو بوتا ہے۔ عالم اسلئے جلن کھین کہ انہیں مقابلہ کے لئے للکارتا ہے صوفی اسلئے نعل در آتش کہ کہتا ہے خدا کا قرب میرے بغیر محال ہے۔ جاہل اسلئے الجھے کہ مہدی موعود سے جہاد کی خدمت چھین لی اور کہا کہ اب جبکہ حملہ قلم سے ہو رہا ہے تو تلوار اٹھانا درست نہیں۔ اب تباؤ دنیا کا کونسا فرقہ اور طبقہ تھا۔ جو اسکی حمایت پر تھا۔ خاندان کے لوگ جان کے دشمن۔ مسجد کا راستہ تک بند کر دیا۔ مقدمے ہوئے۔ خون کی تہمت لگائی گئی۔ عزت و آبرو پر حملے ہوئے۔ جان لینے کے منصوبے ہوئے۔ بیس بیس ہزار کا انعام جان لینے والے کے لئے مقرر تھا۔ گالیوں کے خطوط سے بھیلے پڑے ہیں۔ مریدوں پر دنیا تنگ ہو گئی۔ مسجد بند۔ قبرستان بند۔ رشتہ ناطہ بند۔ کنوئیں کا پانی بند۔ دکان کا سودا بند۔ سلام کلام بند۔ دھوبی اور حجام بند۔ گالی اور پھر اسکے علاوہ مولویوں نے فتوے دیا جو ان کو کافر نہ سمجھے وہ کافر۔ عورت حرام ہو گئی۔ احمدی کا مال چھین لینا جائز۔ جائداد سے محروم کر دینا مستحسن۔ قتل کر دینا کار ثواب۔ افغانستان میں دو کو شہید کر دیا۔ ملابار میں احمدیوں کو مارتے مارتے ادھ موا کر دیا۔ لیکن خدا کی تائید ہے کہ

آپ کی جماعت

ترقی کرتی جاتی ہے۔ اسکی پیشگوئی تھی کہ دنیا کے دور دور کناروں تک آپ کی تبلیغ پہنچیگی دور دور سے لوگ آپکے پاس آئینگے۔ آج دنیا کے ہر ایک بر اعظم میں افغانستان میں۔ انگلستان میں۔ امریکہ میں۔ فرانس میں۔ مالٹا۔ سیلون میں۔ نائجیریا میں۔ افریقہ میں۔ چین میں۔ آسام میں اڑیسہ و بنگال و مالابار میں جماعت احمدیہ پھیل رہی ہے۔ بڑے بڑے عالم۔ فاضل۔ ایم۔ اے۔ و مولوی فاضل رفتہ رفتہ مریدیت میں آئے۔ بڑے بڑے صوفی اور پیری مریدی والے جن کے ہزاروں مرید تھے۔ وہ آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اسوقت لنڈن۔ ماریشس۔ نائجیریا اور ہانگ کانگ میں احمدی مبلغ کامیابی سے مصروف تبلیغ ہیں۔ جماعت کی تعداد سات لاکھ کے قریب ہے جمیں اکثر حصہ متقی افراد کا ہے۔

خاکسار راقم کی عرضداشت

بندگو اور دینی بھائیو! محض خدا کی خاطر آپ لوگوں کو یہ حق کی آواز پہنچائی گئی ہے۔ مذہب کی طرف لاپروائی ٹھیک نہیں۔ اٹھو! اور حق کی تلاش کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حق و ہدایت کی طرف رہنمائی کرے۔ آپکے اگر مذہبی جوش ہے اور دین الحق کی تلاش تو (۱) سلسلہ کی کتابیں ازالہ اوہام۔ حقیقۃ الوحی نشان آسمانی۔ ضرورت امام۔ اربعین۔ تریاق القلوب۔ تحفہ گولڑویہ۔ ظہور المہدی۔ ظہور المسیح وغیرہ وغیرہ مطالعہ فرماویں (۲) خاکسار سے بذریعہ خط و کتابت کے جو جو شک آپ کے دل میں آئے حل کریں یا قادیان کو براہ راست لکھ بھیجیں۔ (۳) استخارہ کریں۔ استخارہ کی ترکیب۔ رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ یٰسین۔ دوسری میں سورہ اخلاص اکیس بار پڑھیں پھر اسکے بعد تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خداوند تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہ پروردگار تو علیم و قدیر ہے مجھ کو معلوم ہے کہ کون مقبول ہے اور کون مردود۔ مرزا غلام احمد اگر مہدی اور مسیح اور مجدد ہیں۔ تو پروردگار خواب یا کشف کے ذریعہ مجھ پر ظاہر فرما۔ اور مجھ ان کے قبول کرنے کی توفیق عطا کر۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے نفس سے خالی ہو کر ہر ایک اس بات کو جو خدا کی طرف سے دل میں پڑے۔ قبول کرنے پر آمادہ ہو۔ (۴) مولویوں کے فتووں

تاویل المتشابہات

یعنی

حضرت مسیح موعود کے بعض متشابہ الہامات کی اصلیت اور حقیقت

(از قلم معارف رقم مولنا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی)

اس مضمون کی ضرورت معترضین نے جہاں ہمارے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود احمد نبی اللہ القادیانی کے متعلق اور اعتراض اُٹھائے ہیں وہاں آپ کے بعض کشوف اور الہامات پر بھی اعتراض کیا ہے کہ یہ کشوف اور الہامات اسلام کی تعلیم اور ہدایت کے خلاف ہیں جن سے شرک کی تائید ہوتی ہے بلکہ ان کے ماننے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے حالانکہ جن کشوف اور الہامات کے متعلق ایسا کہا جاتا ہے وہ سب کے سب متشابہات کی قسم سے ہیں جنکو حقیقت پر حمل کرنا خلاف منشاء الہام و ملہم ہے لیکن بعض لوگ اپنی ناواقفی اور لاعلمی کی وجہ سے ایسے کلام کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے اعتراض کر دیتے ہیں اور بعض باوجود اس بات کو بخوبی جاننے کے کہ یہ کلام از قسم متشابہات ہے اور مجازات اور استعارات کے رنگ میں ہونے سے قابل تاویل ہے محض مخالفت کی وجہ سے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اسے قابل اعتراض بتاتے ہیں تا طالبان حق کی راہ میں روک پیدا کریں سو ہم طالبانِ حق کی خاطر مخالفین کی روک کے اس پتھر کو بھی راہ سے اٹھا دیتے ہیں۔ شاید کوئی سعید روح فائدہ اٹھائے وباللہ التوفیق ۔

متشابہ الہامات وہ متشابہ الہامات جن پر اعتراض کیا جاتا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔ انت[1] منی وانا منک ۔ انت[2] منی بمنزلة ولدی ۔ انت[3] منی بمنزلة اولادی انت[4] منی بمنزلة توحیدی وتفریدی ۔ انت[5] منی بمنزلة روحی انت[6] منی بمنزلة عرشی ۔ انت[7] اسمی الاعلیٰ ۔ انت[8] من ماءنا وھم من فشل ۔ یحمدک[9] اللہ من عرشه ۔ انما امرک[10] اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون ۔ ربنا[11] عاج

خدا کے کلام میں محکمات اور متشابہات دونوں ہوتے ہیں قبل اسکے کہ ہم الہامات متذکرہ کے متعلق کچھ عرض کریں پہلے یہ بتا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ خدا کے مقدس کلام میں محکمات اور

متشابہات دونوں قسم کے الفاظ پائے جاتے ہیں چنانچہ علاوہ دیگر صحف سماویہ کے قرآن کریم خود اس کا مصدق اور مصداق ہے دیکھو ارشاد ذیل ھو الذی انزل علیک الکتٰب منه اٰیٰت محکمٰت ھن ام الکتٰب و اخر متشٰبھٰت یعنے اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تجھ پر الکتاب اتاری اسمیں بعض آیات بطور اصل الاصول کے ہیں جنکا نام دوسرے لفظوں میں محکمات ہے اور دوسری قسم وہ ہیں جنکا نام متشابہات ہے چونکہ متشابہات از قبیل استعارات و مجازات ہوتے ہیں اسلئے متشابہات کی مناسب طور پر تاویل کر کے محکمات کے تابع کرنا چاہئیے نہ یہ کہ بے علم لوگوں کی طرح انہیں حقیقت پر حمل کر کے اہل علم کے سامنے اپنے آپ کو نادم کریں۔ کیا اگر استعارہ کے طور پر کسی کو شیر کہا جائے تو یہ عقلمندی ہوگی کہ اٹھکر اسکے پیچھے دُم اور چار ٹانگیں تلاش کرنے لگجائیں اور اس طرح اپنی بیوقوفی کا ثبوت دیں۔ اسی طرح اہل علم خدا کے مقدس کلام کے اس حصہ کو جو متشابہات کی صورت میں ہوتا ہے از قسم مجازات و استعارات سمجھ کر اس سے تعرض نہیں کرتے بلکہ مومنانہ آداب کے ساتھ محکمات کی طرح اس پر ایمان لاتے ہیں ÷

اور جہانتک ممکن ہو صحیح تاویل کے لئے کوشش کرتے ہوئے اسے کلام محکم کے تابع کرتے ہیں لیکن جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ لوگوں میں کجی اور فتنہ پھیلانے کی غرض سے خدا کے کلام سے محکمات کو نظر انداز کرتے ہوئے متشابہات کے پیچھے لگجاتے ہیں تا لوگوں میں گمراہی پھیلائیں اور طالبان حق کے راہ میں روک پیدا کریں اور وہ متشابہات جو پیشگوئی کی صورت میں ہوتے ہیں ان کی قبل از وقت تاویل کرنے سے لوگوں کو ابتلا میں ڈالتے ہیں۔ حالانکہ متشابہات کی صحیح تاویل اور اصل حقیقت کو اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے یا وہ لوگ جو بوجہ تعلق باللہ کے علم الٰہی سے استفاضہ کرتے ہیں جس سے وہ خدا کی کتاب میں الراسخون فی العلم کہلاتے ہیں۔

متشابہ کو محکم کی تابع کرو

پس جس طرح سے قرآن کریم کی متشابہ آیات سے محکمات کی تبعیت میں معنی کئے جاتے ہیں اسی طرح سے الہامات متشابہ کے معنے بھی کرنے چاہئیں۔ اور غیر احمدی علماء کا باوجود قرآن کریم کے اس اصل کے جو محکمات اور متشابہات کے معنوں کے لئے اوپر ذکر کیا گیا پھر بھی حضرت مسیح موعود کے متشابہ الہامات پر اعتراض کرنا اور مجازات اور استعارات کو حقیقت پر حمل کرنا خلاف دیانت و امانت اور سراسر ضد اور جہالت ہے اعاذنا اللہ من ذٰلک۔

اب ہم بحولہ وقوتہ الہامات متذکرہ بالا کی اصل حقیقت دکھلانے کے لئے کچھ عرض کرتے ہیں اور امید ہے کہ جو شخص ضد اور تعصب سے خالی ہو کر حق طلبی اور انصاف سے اس تحریر پر نظر ڈالے گا اسے اصل حقیقت سے آگاہ ہونے سے بہت کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

انت منی وانا منک

الہام انت منی وانا منک پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ الہام شرک کے معنوں میں اسلامی تعلیم اور ہدایت کے خلاف منشا ہے اور جن معنوں میں اسکو شرک پر مبنی سمجھا جاتا ہے وہ یہ ہیں کہ کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے یعنی تو میرا بیٹا ہے اور میں تیرا بیٹا۔ یا یہ کہ میں تیرا باپ ہوں۔ اور تو میرا باپ۔ اس الہام میں چونکہ متکلم اللہ تعالےٰ ہے اور مخاطب حضرت مسیح موعود۔ اسلیئے اس لحاظ سے اعتراض کیا ہے کہ یہ الہام شرک پر مبنی ہے کیونکہ مسیح موعود کا اللہ سے ہونا اور اللہ تعالےٰ کا مسیح موعود سے ہونا جو باپ اور بیٹے کے معنوں میں ہے یہی شرک ہے۔

اسکے جواب میں یہ عرض ہے (۱) کہ الفاظ الہام میں باپ بیٹے کے معنوں کا تو کوئی لفظ نہیں پایا جاتا۔ پس جب وہ الفاظ ہی نہیں کہ جن کی بنا پر اعتراض ہو سکتا ہے تو اعتراض کیسا؟

(۲) باقی رہا یہ کہ منی اور منک کے الفاظ سے ایسا سمجھنا تو منی اور منک سے یہ سمجھنا شان علم کے سخت خلاف ہے کیونکہ اہل زبان اپنے محاورات میں ایسے الفاظ موافقت اور اتحاد فی المقاصد کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں نہ باپ اور بیٹے کے معنوں میں۔ اور غیر اہل زبان کا ایسے الفاظ کو باپ اور بیٹے کے معنوں میں سمجھنا زبان کی ناواقفی اور محاورات اہل زبان سے بیخبری کا نتیجہ ہے لیکن اہل علم اور علماء اور فضلاء کا زمرہ جو عربی زبان کے محاورات کے سمجھنے میں توغل اور مہارت تامہ رکھتا ہے ان سے ایسی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ ہاں نیم ملاں جو بیچارے گرفتار عجب و پندار ہیں۔ اگر وہ ایسے الفاظ کو خلاف محاورات الٹے معنوں میں پیش کریں تو وہ معذور ہیں۔

ہم ذیل میں چند ایک مثالیں پیش کرتے ہیں جنمیں منی اور منک کے لفظ کو استعمال کیا گیا لیکن ان کو کسی نے بھی آجتک باپ اور بیٹے کے معنوں میں تسلیم نہیں کیا حتیٰ کہ الہام مذکور پر اعتراض کرنے والوں نے بھی ان سے وہ مراد نہیں لی جو الہام مذکور کے منی اور منک سے لی ہے کاش واقعات متشابہ کو ایک ہی نظر سے دیکھنا اور پرکھنا نصیب ہوتا اور ہر جگہ تقویٰ اور انصاف سے کام لیا جاتا۔

اول ہم قرآن کریم سے بعض مثالیں پیش کرتے پھر حدیث سے پھر کتب عربیہ سے۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کا قول دیکھو فمن تبعنی فانہ منی پھر طالوت کا قول دیکھو فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی - ان آیات میں لفظ منی کو موافقت اور اتحاد فی الامر کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے نہ بقول معترض باپ اور بیٹے کے معنوں میں -

پھر صحیح بخاری میں کتاب المناقب کی حدیث ذیل کو پڑھئے قال النبی صلعم لعلیؓ انت منی وانا منک - پھر صحیح بخاری میں کتاب الصلح کی حدیث ذیل کو ملاحظہ فرمائیے - وقال لعلیؓ انت منی وانا منک -

اب دیکھو آنحضرت کے یہ الفاظ بعینہ وہی ہیں جو الہام مذکور کے ہیں اب کیا معترض صاحب اس حدیث کو انہی معنوں میں لیگا - جن معنوں میں کہ الہام کو لیا تھا اور کیا آنحضرت کو حضرت علی کا بیٹا اور باپ تسلیم کریگا - اور حضرت علی کو آنحضرت کا باپ اور بیٹا - پھر ترمذی اور مشکوۃ میں باب مناقب اہلبیت کی حدیث ذیل کو ملاحظہ فرمائیے - العباس منی وانا منہ یعنی عباس مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں پھر صحیح مسلم کی حدیث ذیل کو پڑھئے جو آنحضرت نے جلیبیب صحابی کی نسبت فرمائی - قتل سبعۃ ثم قتلوہ ھذا منی وانا منہ ھذا منی وانا منہ یعنے اسنے سات کافروں کو قتل کیا پھر انہوں نے اسے شہید کردیا یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں - پھر تلخیص الصحاح کی حدیث ذیل کو پڑھئے جو قبائل مخصوص عرب کی فضیلت کے باب میں مذکور ہوئی دیکھو فضیلت قبیلہ اشعریہ - ان الاشعریین ..... جمعوا ما کان عندھم فی ثوب واحد ثم اقتسموہ بینھم باناء واحد بالسّویۃ

فھم منّی وانا منھم

علاوہ اسکے حدیث من غشنا فلیس منّا اور حدیث لیسوا منی ولست منھم اور حدیث لیس منی الا عالم او متعلم اور حدیث فمن رغب عن سنتی فلیس منی کو ملاحظہ کیجیے -

پھر تفسیر کبیر میں سورہ توبہ کی آیت المنافقون والمنافقات بعضھم من بعض کی تفسیر میں بعینہ فقرہ انت منی وانا منک کو بیان کیا ہے اور اسکے معنوں میں لکھا ہے ای امرنا واحد لا مباینۃ فیہ یعنی انت منی وانا منک

کا فقرہ محاورات عرب میں کسی سے کسی امر میں اتحاد اور موافقت کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے انہی معنوں میں دیوان حماسہ میں عمرو بن شاش صحابی کے اشعار میں ایک شعر ہے ؎

فان کنتِ منی اوتریدین صحبتی ✣ فکونی لہ کالسمن ربّت لہ الادم

تمام شارحین نے کنتِ منی کی شرح میں توافقینی لکھا ہے یعنے اگر تو مجھ سے موافق اور موافقت اور اتحاد رکھنا چاہے

اب وہ اہل علم کہ جنکی نظر سے یہ فقرات گذر چکے ہیں اور انکے محاورات سے واقف ہو چکے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو حضرت مسیح موعود کے الہام انت منی و انا منک کو قابل اعتراض ٹھہرائے یا اس سے نادان معترض کی طرح باپ اور بیٹے کا مطلب نکالے پس حوالجات مذکورہ کے رُو سے حضرت ممدوح کے الہامی فقرے کے یہ معنے ہوئے کہ اے میرے مسیح موعود میرا اور تیرا ایک ہی مقصد ہے ۔ اور تو میرے مقاصد کی پیروی سے میرے موافق ہے ۔

پھر یہ ایک حقیقت ہے کہ جب زمانہ شرک و بدعت کی ظلمت سے تاریک و تار ہو جاتا ہے اور لوگ خدا سے دور جا پڑتے اور معرفت حقہ سے بے بہرہ ہو جاتے ہیں اسوقت خدا تعالےٰ کنت کنزاً مخفیاً کے رنگ میں یعنے ایک مخفی خزانہ کی طرح اپنی معرفت کے لحاظ سے دنیا سے پوشیدہ ہوتا ہے پھر جب اس تاریکی کے زمانہ کو اللہ تعالےٰ نورانی دور کے ساتھ بدلنے کے لئے ارادہ فرماتا ہے تو اسکے لئے اپنے کسی خاص بندہ کو منتخب فرما کر اس پر تجلی کرتا ۔ اور اسے اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرماتا ہے جس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جیسا وہ کامل انسان اپنے کمال کے ساتھ خدا تعالےٰ کی تجلی سے ظاہر ہوا ۔ اسی طرح اس کامل انسان کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ اپنی معرفت کے ساتھ لوگوں پر ظاہر اور متجلی ہو ۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ خدا کا مامور خدا سے ہی ظاہر ہوتا ہے اور دنیا کو خدا تعالےٰ کے نور معرفت کا پتہ اس مامور کے ہی ذریعہ سے لگتا ہے پس اس زمانہ میں بھی اسی طرح سے ہوا اور حضرت مسیح موعود کے الہام مذکور میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ اے میرے مامور تو مجھ سے ہے یعنے مجھ سے ظاہر ہوا ۔ اور تیرے ظاہر ہونے کی غرض یہ ہے کہ میں تجھ سے یعنے تیرے ذریعے دنیا کے لوگوں پر معرفت اور شناخت کے ساتھ اپنا جلوہ دکھاؤں جیسا کہ ہر ایک نبی اور رسول کے زمانہ میں ہوا ۔

علاوہ اسکے الہام مذکور ذبّ کے معنوں میں ہے یعنے جب مخالفین نے

حضرت اقدس کے دعاوی کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ مفتری ہے۔ اور اپنے دعوی مسیحیت و مہدویت میں جھوٹا ہے اور خدا کی طرف سے نہیں تب خدا تعالے نے بطور تسلی کے فرمایا کہ مکذبین ہی مفتری اور کذاب ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انت منی یعنے تو جو کچھ بھی ہے مہدی ہے یا مسیح نبی ہے یا رسول فی الواقع مجھ سے ہے یعنے میری طرف سے ہے اور میرے بنانے سے بنا ہے مفتری نہیں ہے پھر جب لوگوں نے آپکی تکفیر کی آپ کو کافر۔ ضال۔ ملحد اور دجال کا فتوے دیا اور اس فتوے سے لوگوں کو آپکی طرف سے روکا کہ خدا اور خدا تعالیٰ کی راہ اور اسکی معرفت اور شناخت اس شخص کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ کافر ہے ضال ہے تو اللہ تعالے نے بطور ذب کے انا منک فرما کر آپ کو تسلی دی کہ مخالفین جھوٹ بکتے ہیں اور اصل بات یہی ہے کہ آج میرا اور میری معرفت کا پتہ تیرے ہی ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ تیرے سوا میری معرفت اور شناخت آج اور کہیں سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

پس ان تمام تشریحات کے بعد جو قرآن و حدیث۔ محاورات عرب کے حوالجات اور بالآخر واقعات کی بنا پر کی گئیں کسی ظالم طبع انسان کا خواہ نخواہ اعتراض کرنا اور خلاف منشا الہام و ملہم اپنی من گھڑت اور سفیہانہ تشریحات سے اصل مطلب کو بگاڑ کر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا اپنی دناءت۔ وقاحت اور خست کا ثبوت دینا ہے جو شرفاء کے نزدیک سخت قابل نفرین ہے۔

انت منی بمنزلۃ ولدی

اور

انت منی بمنزلۃ اولادی

الہام انت منی بمنزلۃ ولدی اور انت منی بمنزلۃ اولادی پر یہ اعتراض کیا جاتا کہ یہ ہر دو الہام لم یلد ولم یولد کے نص کے خلاف ہیں جنمیں صریح شرک کی تعلیم پائی جاتی ہے اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ یہ الہام محکمات سے نہیں بلکہ متشابہات سے ہے پھر اس الہام کو حقیقت پر حمل کرنا اور اس سے حقیقی معنوں میں اللہ تعالے کے لئے ولد یا اولاد سمجھنا اور بیٹا یا بیٹے مراد لینا خود ملہم کے خلاف منشا ہے۔ ہاں اگر ان الفاظ الہامیہ سے ملہم نے حقیقی معنوں میں بیٹا یا بیٹے مراد لئے ہوں تو پھر واقعی معترض کا اعتراض کرنا بجا اور درست ہے لیکن حضرت مسیح موعود کہ جن کے یہ الہام ہیں جب وہ معترض کی طرح خود ان معنوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ جن کی وجہ سے الفاظ الہام معترض کے نزدیک قابل اعتراض ہیں تو اعتراض کیسا؟ دیکھو حضرت مسیح موعود

اپنے ان الفاظ الہام کے متعلق اپنی کتاب معیار الاصفیا میں کیا فرماتے ہیں :-

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے پس اس خدا کے کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھکر ایمان لاؤ اور اسکی کیفیت میں دخل نہ دو۔ اور حقیقت حوالہ بخدا کرو اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے اور میری نسبت بیّنات سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم"

معیار الاصفیا صفحہ ۷

ایک خدا ترس اور متقی انسان کے لئے تو اتنا ہی جواب کافی ہے جو حضرت اقدس نے لکھدیا اب کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ آپکی اس توضیح کے بعد بھی کوئی نئے معنے خود تراش کر اسپر اعتراض کرے جبکہ حضرت ممدوح نے خود اس الہام کو انما انا بشر مثلکم کی قرآنی محکم کے تابع کر کے فیصلہ کر دیا ہے باقی رہا اسکا کوئی دوسرا پہلو جو ازروے علم صحیح وعقل سلیم قابل تسلیم ہو۔ سو واضح ہوکہ یہ ہر دو الہامات تشبیہی رنگ میں اسی طرح سے ہیں جس طرح کہ قرآن کریم کی آیت ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکراً۔ اور جس طرح اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ واقعی تم حقیقی معنوں میں خدا کو اپنے باپ کی طرح یاد کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے تم لوگ اپنے باپ کے ساتھ اسکی شان ابوت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے بلکہ اسکی توحید کے لئے غیرت دکھلاتے ہو اور شرک و شراکت سے اپنی ماں اور اپنی ولادت پر ایک قسم کا ناپاک دھبہ سمجھتے ہو اسی طرح اپنے خدا کو بھی اپنے باپ کی طرح ایک سمجھو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور نیز اسکی توحید کے لئے ایسی ہی غیرت دکھاؤ جیسے کے اپنے باپ کے لئے بلکہ حق تو یہ ہے کہ باپ سے بھی بڑھکر خدا کی توحید کے لئے غیرت دکھائی جاوے ÷

کتب سماویہ اور صحف مقدسہ میں انبیاء کو خدا تعالیٰ کا بیٹا اسی لحاظ سے کہا گیا کہ خدا کے نبی خدا کی توحید کے لئے ایسی غیرت دکھاتے ہیں جیسا کہ بیٹا اپنے باپ کے لئے پس ان الہامی الفاظ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نسبت بمنزلہ ولد و اولاد انہیں معنوں میں فرمایا گیا کہ جس طرح پہلے نبی جو میری توحید کے لئے غیرتمند ہونے کی وجہ سے استعارہ کے طور پر بیٹے کہلائے آج اس زمانہ میں تو مجھ سے ان سب کے قائم مقام ظاہر ہوا ہے اور الہام انت منی بمنزلہ اولادی اور الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء دونوں کا ایک ہی مطلب ہے اور یہ دونوں فقرے اذا الرسل اقتت کی الہامی تفسیر ہیں فقرہ اول متشابہات کے رنگ میں ہے اور فقرہ دوم محکمات اور بیّنات کی صورت میں ÷

اور جیساکہ قدسی زبان کے محاورات سے ثابت ہے کہ خدا نے استعارہ کے طور پر انبیاء کو بیٹا کہا اور یعقوب کو اکلوتا اور مسیح کو بھی بیٹا فرمایا اور ایسا ہی انجیل میں سب راستبازوں کو خدا کے فرزند کہا ہے جنکا مطلب صرف اسی قدر ہے اور ان معنوں میں ہے کہ یہ سب خدا کے موحد بندے ہیں جو خدا کی توحید کے لئے غیرت دکھاتے ہیں ایسے ہیں جیسے بیٹا اپنے باپ کی توحید کے لئے غیرت دکھانے میں غیرت مند ہوتا ہے اور عجیب بات ہے کہ خدا کا کسی کو بیٹا کہنا تو محض موحد ہونے کے معنوں میں تھا جو توحید الٰہی کی جان تھی لیکن نا اہل اور حقیقت سے ناآشنا لوگوں نے کچھ کا کچھ سمجھ کر حقیقت کو بگاڑ دیا اور شرک میں مبتلا ہوگئے جیساکہ عیسائی قوم کا حال ہو رہا ہے۔ الہام انت منی بمنزلۃ اولادی اور انت منی بمنزلۃ ولدی عیسائیوں کے اس غلو کے ہی مقابلہ میں ہے اور مسیح کے ابن اللہ ہونے کی جو غلط معنوں میں خصوصیت پیدا کی گئی تھی۔ اسکو اولادی کے لفظ کی عمومیت سے توڑ کر صرف توحید کی خصوصیت کو قائم کر دیا گیا۔ اولادی کی جمع میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ جن معنوں میں قدسی زبان کے محاورہ کے رُو سے مسیح ولد اللہ ہے ان معنوں میں خدا کی اور بھی اولاد ہے جو انبیاء اور اصفیاء کی جماعت ہے جو سب کے سب مسیح کے ان ولد اللہ ہونے کے معنوں میں برابر کی شریک ہے لیکن خدا وہ ذات ہے کہ جو حقیقی معنوں میں لم یلد ولم یولد کی مصداق اور واحد لا شریک ہے۔ علاوہ اولادی کے ان معنوں کے ابن مریم کے بالمقابل حضرت نبی کریم کے ایک غلام کو مسیح کا لقب دیکر انت منی بمنزلۃ ولدی کے الہام سے حلولیت اور ابنیت کے مرتبہ میں بھی شریک کر دیا جس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جس طرح مسیح ابن مریم میری توحید کے لئے غیرتمند تھے تو بھی ویسے ہی آج میری توحید کے لئے موحدانہ غیرت دکھانے والا اور اسکے مرتبہ اور مقام پر ہے اور پھر قدسی زبان کے محاورات میں انبیاء کو اسلئے بھی ابناء اور اولاد کہا کہ وہ بحیثیت نبی ہونے کے کسی ذکوریت اور انوثیت کے باہمی تعلق کا نتیجہ نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی نبوت کسی کوشش کا نتیجہ ہوتی ہے بلکہ انکو نبوت کے لحاظ سے خدا ہی پیدا کرتا ہے اور اسی لئے استعارتاً وہ نبی کی حیثیت میں کسی انسان کے نہیں بلکہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں ؛؛

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان کھلی کھلی تشریحات کے بعد بھی معترض کو کیا حق ہے کہ وہ اپنی خود ساختہ سفلی تاویلات سے لوگوں کو مغالطہ دہ ہوکر فتنہ میں ڈالے۔ در حضرت اقدس

حیات مسیح موعود کے متعلق ایسا قصیدہ مشہور کرے جس کو نہ تو آپ نے کبھی تسلیم کیا نہ ہی آپ کی جماعت کے کسی فرد نے پس ہر ایک خدا ترس اور علم دوست انسان سے التماس ہے کہ وہ مذکورہ بالا اعتراضات کو غور سے پڑھے اور ان حقائق مختصہ اور مطالب عالیہ سے جو تشریحات میں پیش کئے گئے فائدہ اٹھائے

انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی

الہام انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس الہام میں مرزا صاحب کو بمنزلہ توحید و تفرید الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ جس سے صریح شرک اور توحید و تفرید الٰہی پر قبیح حملہ پایا جاتا ہے۔

اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ شرک اور توحید اور تفرید الٰہی پر کسی قسم کا حملہ تو حضرت مرزا صاحب کی پاک تعلیم اور ہدایت کے خود خلاف ہے چنانچہ آپکا ذیل کا کلام اس پر شاہد ناطق ہے ؎

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں ٭ خاک راہ احمد مختار ہیں

لیکن الفاظ الہام کے الٹے معنے سمجھکر اس پر اعتراض کرنا اور اسے خلاف تعلیم اسلام بیان کرنا۔ اسکا کیا علاج ہو۔ غلط فہمی سے قصور اپنا ہوتا ہے اور ذمے لگا دیتے ہیں اللہ تعالےٰ اور اسکے ملہم کے کیا آداب عبودیت حقہ اسی کا نام ہے سچ ہے وما قدروا اللّٰہ حق قدرہٖ۔ الہام مذکور کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مقام اور مرتبہ پر ہے ان معنوں میں کہ جیسا توحید اور تفرید سے انسان موحّد اور مفرد بنجاتا ہے اور موحّد ہونے سے شرک سے بکلّی الگ ہو جاتا ہے اسی طرح تجھ سے اور تیرے پانے سے اور تیرے تعلق اور تیری ہدایت کو قبول کرنے سے انسان موحد اور مفرد ہو جاتا ہے یعنے خدا تعالےٰ کو واحد جاننے کا جیسے توحید اور تفرید ذریعہ ہے ویسے ہی تو ذریعہ ہے اور اسمیں کیا کلام ہے کہ ہر ایک نبی اور رسول جو مبعوث ہوتا ہے وہ اپنے حلقہ تبلیغ رسالت میں بمنزلہ توحید و تفرید الٰہی ہی ہوکر لوگوں کو موحّد بناتا ہے اور اگر دنیا میں نبی اور رسول نہ آتے تو لوگ اس کامل اور خالص توحید کو کبھی بھی حاصل نہ کر سکتے۔ پس دنیا میں خدا کی ناطق توحید اور زندہ توحید جو اپنے جذب کامل اور تاثیر جاذب سے انسان کو اس واحد و بے ہمتا اور یگانہ و یکتا خدا پر ایمان بخشتی ہے وہ نبیوں اور رسولوں کا ہی وجود ہوتا ہے جیسا کہ آج کے زمانہ میں حضرت جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء کا وجود ساری دنیا کے لوگوں کو خدائے واحد پر ایمان بخشنے کے لئے زندہ اور ناطق توحید کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اب اس صورت میں الہام مذکور قابل اعتراض کیونکر ہوا۔ کیا اس بات میں کسی کو شک ہے کہ نبیوں اور رسولوں کا وجود ہمیشہ سے توحید کی غرض سے ظہور پذیر ہوکر دنیا میں توحید

کو قائم کرنیکا ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے اور یہی وہ صداقت ہے جو الہام مذکور میں پیش کی گئی تو اب اسپر اعتراض کیسا ہے؟

علاوہ اسکے یہ الہام اپنے اندر ذبّ کا پہلو بھی رکھتا ہے اور وہ اس طرح کہ توحید اور تفرید دونوں لفظ تفعیل کے وزن پر مصدر واقع ہوئے ہیں جن کے معنے ہیں واحد جاننا اور یقین کرنا۔ پھر مصدر چونکہ عمل کے لحاظ سے فاعل اور مفعول دونوں حالتوں میں مستعمل ہوتا ہے اس لحاظ سے توحیدی و تفریدی کے معنے ہوئے کسی کا مجھے واحد اور فرد یقین کرنا یا میرا کسی کو واحد اور فرد جاننا بلحاظ مفعول پہلے معنے اور بلحاظ فاعل دوسرے معنے۔

بلحاظ معنے مفعول انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی کے یہ معنے ہوئے کہ اے میرے مسیح اور مہدی اور مامور تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جو مجھے واحد لاشریک اور ایک خدا یقین کرنیکا حقیقی مرتبہ ہے یعنے لگ تو تجھے مشرک۔ کافر اور ضال اور مبتدع قرار دیتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ تو ایسا نہیں بلکہ دنیا بھر میں تو ایک ہی ایسا ہے جو اس مرتبہ اور مقام پر ہے جو فی الواقع مجھے واحد اور فرد یقین کرنیکا مرتبہ اور مقام ہے اور ہے بھی یہ سچ خواہ بلحاظ حقیقت واقع ہو۔ خواہ بصورت ذبّ کیونکہ جب لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من ابناء فارس کے رو سے فارسی الاصل موعود جو مسیح موعود کا ہی نام ہے اسکے زمانہ کی علامت یہ قرار دی ہے کہ اس وقت ایمان .. توحید ثریا پر ہوگا۔ اور وہاں سے فارسی الاصل موعود لاکر دنیا میں شائع کرے گا تو اسوقت میں مسیح موعود کے سوا توحید حقیقی اور خدائے واحد پر ایمان کس کے پاس ہوگا۔ پس اس حقیقت کے لحاظ سے انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی میں حضرت مسیح موعود جناب مرزا صاحب کو مخاطب فرمایا گیا کہ تو ہی ایک ایسا شخص ہے جو مجھے واحد اور فرد جاننے اور یقین کرنے کے مرتبہ اور مقام پر ہے اور تیرے سوا اس زمانہ میں اور کوئی نہیں۔ ہاں اب جو بھی توحید اور تفرید کو حاصل کریگا تیرے ذریعہ سے کریگا کیونکہ اس زمانہ میں حقیقی توحید کے حاصل ہونے کا ذریعہ تیرا ہی وجود ہے نقرہ انت منی سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ایسا مرتبہ توحید جو تجھے حاصل ہوا اسکا باعث تیرا مسیحیت اور مہدویت اور نبوت اور رسالت کے ساتھ مجھ سے ظاہر ہونا ہے کیونکہ جو زمانہ میں مسیح مہدی اور نبی اور رسول ہو کر آنے والا ہوتا ہے اسکی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی کا مصداق ہو۔:

بلحاظ معنے فاعل انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کے یہ معنے ہیں کہ تو مجھ سے اے میرے مسیح موعود اس مرتبہ پر ہے جس مرتبہ کے لحاظ سے میں تجھے ساری دنیا کے لوگوں سے واحد اور وحید اور فرد اور فرید جانتا ہوں یعنے تمام دنیا سے تو میرے نزدیک اس زمانہ میں فرد و یگانہ ہے اور تیرے برابر آج میرے نزدیک اور کسی کا مرتبہ نہیں یعنے لوگ تو تجھے کہتے ہیں کہ یہ شخص تمام دنیا سے ایسا ہے ویسا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تو ایسا نہیں بلکہ تو سب دنیا کے لوگوں سے میرے نزدیک فرد و یگانہ کا مرتبہ رکھتا ہے پھر بلحاظ حقیقت یہ بھی درست کیونکہ جو مرتبہ مسیح موعود اور مہدی معہود اور خدا کے نبی اور رسول کا خدا کے نزدیک ہو سکتا ہے دنیا سے دوسرے کسی کا کہاں ہو سکتا ہے۔

اب غور کیجئے کیا یہ صداقت اور یہ حقیقت جو بالکل واقعات حقہ اور آیات بینہ مشہودہ کی بنا پر ہے اس پر بجز ایسے شخص کے جو کودن اور غبی ہو اور حقائق شناسی اور وقائع شناسی اور وقائع فہمی سے نابلد محض ہو۔ دوسرا انسان جو کچھ بھی علم و خرد سے حصہ رکھتا ہے کب اعتراض کر سکتا ہے امید ہے کہ ان تشریحات کے ہوتے ہوئے ناظرین کسی مغالطہ دہ اور بداندیش معترض کے دھوکہ میں نہیں آئینگے۔

انت منّی بمنزلۃ روحی

الہام انت منی بمنزلۃ روحی پر یہ اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ اسمیں مرزا صاحب کو خدا کی روح کی مانند قرار دیا گیا ہے جو صریح شرک ہے اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ روح کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے چنانچہ مجمع البحار میں لکھا ہے الروح ورد علی معان منہا الروح الذی یقوم بھا الجسد والحیٰوۃ واطلق علی القرآن والوحی والرحمۃ وجبریل فی قولہ تعالیٰ الروح الامین وروح القدس۔ یعنے لفظ روح کئی معنوں میں وارد ہوا ہے جنمیں سے روح سے مراد جان بھی ہے جو جسم اور حیات کے قیام کا ذریعہ ہے اور علاوہ اسکے روح کا اطلاق۔ قرآن۔ وحی رحمت اور جبریل پر بھی ہوا ہے اور مفردات راغب میں علاوہ ان معنوں کے روح کے معنے یہ بھی لکھے ہیں سو سمی عیسےٰ علیہ السلام روحاً فی قولہ و روح منہ و ذلک لما کان لہ من احیاء الاموات یعنے روح عیسےٰ علیہ السلام کا بھی نام رکھا گیا اور یہ اسلئے کہ آپکے ذریعہ روحانی مردوں کا احیا ہوتا تھا پھر مفردات میں یہ بھی لکھا ہے و نفخت فیہ من روحی واضافتہ الی نفسہ

اضافة ملكٍ و تخصيصهٗ بالاضافة تشريفا له و تعظيما - كقوله وطهر بيتي
ويا عبادي يعنے نفخت فيه من روحي کے فقرہ میں روح کا اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف
ہونا ایسی اضافت کے لحاظ سے ہے جو ملک کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے اور اسے اضافت
کی تخصیص سے مخصوص کرنا تشریف اور تعظیم کے لئے ہے جیسے کہ طہر بیتی اور یا عبادی
کی اضافت کی تخصیص بیت اور عباد کی تشریف اور تعظیم کی خاطر ہے :۔

اب ہم الہام انت منی بمنزلة روحی کو لیتے ہیں جس کا لب لباب اور ماحصل
یہ ہے کہ اے میرے مسیح موعود تو مجھ سے میرے روح یعنے عیسےٰ نبی کے مرتبہ اور مقام پر ہے
اور اس پر اعتراض کیسا ؟ اور اگر روح سے مراد جان لی جائے تو بھی معنے درست ہیں کیونکہ انبیاء
کا وجود قوم کی تربیت اور ترقی اور روحانی جسمانی نشوونما کے لحاظ سے فی الواقعہ بمنزلہ روح ہی ہوتا
ہے اور جس طرح جسم کی نشوونما روح کے ذریعہ ہوتی ہے قوم کی نشوونما نبی کے وجود سے
ہوتی ہے پس اس صورت میں الہام انت منی بمنزلة روحی کا یہ مطلب ہوا کہ تو مجھ سے
دنیا جہان کی ہدایت اور اصلاح اور تربیت اور ترقی کے لئے ایسا ہی ہے جیسے کہ روح جسم
کی تربیت اور نشوونما کے لئے - اسجگہ روح کی اضافت بمعنے تشریف اور تعظیم کے معنوں میں لیکر
روح سے روح حیوانی مراد لی ہے جس کا اللہ تعالےٰ کی طرف مضاف ہونا ملک کے معنوں میں اور جس
کی تخصیص تشریف اور تعظیم کے لحاظ سے ہے اور اگر روح سے مراد روح القدس اور قرآن لیا
جائے تو بھی بمعنے اوصاف روح القدس و قرآن خدا کے نبی اور مسیح کو یہ مرتبہ حاصل ہے جیسا کہ
الہام اسپر شاہد ناطق ہے ؂

انت منی بمنزلة عرشی

الہام "انت منی بمنزلة عرشی" پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس الہام میں
خدا تعالےٰ کے عرش کا ہم مرتبہ اور قائمقام قرار دیا گیا جو خلاف حقیقت ہے - جواباً عرض ہے
کہ لفظ عرش کے معنے کتب لغات میں یہ لکھے ہیں - العرش سرير الملك و ركن الشيء
ومن البيت سقفه ومن القوم رئيسهم والمظلة والخيمة والبناء الذي
على فم البئر و عرش الكرم ما يدعم به والخشب ما تطوى به البئر بعد
ان تطوى بالحجارة قدر قامة - یعنے عرش کے معنے ہیں بادشاہ کا تخت اور کسی
چیز کا رکن اور گھر کی چھت اور قوم کا رئیس اور سائبان اور خیمہ و تنبو) اور ایسی بنا، جو

کنوئیں کے منہ پر بنائی گئی ہو- اور انگور کی بیل کی چھت - اور کنوئیں کی لکڑیاں جو اسکی بناء میں اسکی تیاری کے وقت استعمال ہوتی ہیں- دیکھو منجد- قاموس اقرب الموارد- صراح

اور مفردات راغب میں علاوہ ان مذکورہ معنوں کے یہ بھی لکھے ہیں وسمی مجلس السلطان عرشا اعتبارا لعلوہ وکنّی بہٖ عن العزّ والسّلطان والمملکۃ ؕ یعنے بادشاہ کے محل جلوس کا عرش کے نام سے موسوم کیا جانا اسکے علو مرتبہ کی وجہ سے ہے اور بطور کنایہ عرش کا لفظ عزّت- سلطنت- مملکت کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے

اب الہام انت منی بمنزلۃ عرشی کے معنے بلحاظ عرش بمعنے سریر الملک کے یہ ہوئے کہ تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے یعنے عرش کی اسی کیفیت کے لحاظ سے جو حضرت سلطان الجبروت والعزّت کے مناسب شان ہے اور وہ ہے صفات الٰہیہ کی تجلّی گاہ کا وہ محل اور مرتبہ جو اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے ادراک عقول سے برتر اور فہم ماہیات سے وراء الوراء حقیقت ہے جسے ایکطرف کائنات عالم سے نسبت ہے مبدء کی اور دوسری طرف صفات الٰہیہ سے نسبت ہے مقام مظہریت کی

پس اس لحاظ سے حضرت مرزا صاحب کو بمنزلہ عرش قرار دینا آپکے اس مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے ہوا جو عرش کو صفات الٰہیہ کی مظہریت کے معنوں میں ہے جس کی شان اور ماہیت فہم وادراک سے وراء الوراء اور غیب الغیب ہے ماحصل یہ کہ تو میرا کامل مظہر ہے اور عرش کی طرح میرے صفات کی تجلّی گاہ ہے-

اور اگر عرش بمعنی رئیس القوم ہو تو الہام کے یہ معنے ہونگے کہ تو مجھ سے اس مرتبہ اور اس مقام پر ہے جس پر کہ قوم کا وہ رئیس اور سردار ہے جس کے رئیس ہونے کی نسبت بلحاظ شرف وعظمت اور بلحاظ ماموریت وموافقت کسی غیر کی طرف نہیں بلکہ میری طرف ہے یعنے ایسا رئیس اور سردار جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نبوت اور رسالت کے ساتھ کسی قوم کی اصلاح اور ہدایت کے لئے مامور ہونے سے خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ رئیس ہے جیسے کہ انبیاء اور رسل کی جماعت اور ماموروں کا گروہ- پس اس صورت میں مطلب یہ ہوا- کہ تو مجھ سے میرے عرش یعنے اس مامور اور نبی اور رسول کی مانند ہے جو میری طرف سے اصلاح قوم کے لئے رئیس قوم کر کے مبعوث کیا جائے اور عرش بمعنے عزّت وسلطنت ومملکت کے لحاظ سے الہام کے یہ معنی ہونگے

کہ تو میری عزت اور حکومت کے قائمقام ہے کیا مطلب یعنے میرے نزدیک تیرا وہ مرتبہ اور عزت ہے کہ مامور من اللہ ہونے کی حیثیت سے تیری عزت میری عزت ہے اور جو تیری ہتک اور اہانت کرتا ہے میری کرتا ہے اور جو تیری بغاوت اور مخالفت کرتا ہے وہ میری حکومت کا باغی اور مخالف ہے۔

انت اسمی الاعلیٰ

الہام انت اسمی الاعلیٰ کے متعلق یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس الہام میں خدا تعالےٰ کا اسم اور اعلیٰ اسم قرار دیا ہے حالانکہ خدا تعالےٰ کا ...... اعلیٰ نام اللہ ہے جو ذاتی نام ہے اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے

اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ لفظ اسم کے معنے علاوہ مشہور معنوں کے مفردات راغب میں جو لغات قرآن میں مستند اور معتبر کتاب ہے یہ لکھے ہیں :- الاسم ما یعرف بہٖ ذات الشیٔ واصلہ من السمو وھو الذی بہٖ رفع ذکر المسمّٰی فیعرف بہٖ (یعنے اسم وہ ہے جس کے ذریعہ سے کسی چیز کی ذات کو شناخت کیا جاتا ہے اسکا اصل سمو ہے اور اس لحاظ سے اسم وہ ہے جس سے مسمّٰی کے ذکر کی رفعت ظاہر ہوتی ہے اور یہ جو مسمّٰی کی معرفت اور شناخت کا ذریعہ ہوتا ہے۔

حاصل مطلب یہ کہ اسم کے معنے علامت کے ہیں جس سے مسمّٰی کی معرفت اور شناخت حاصل ہو جو مسمّٰی سے اس مرتبہ پر ہے جیسے کہ ظل اپنے اصل سے کیونکہ ظل اپنے اصل کی کامل علامت ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے الہام انت اسمی الاعلیٰ کے یہ معنے ہوئے کہ تو میری ہستی کی علامتوں اور نشانوں سے بہت بڑا نشان اور بہت بڑی شان کی علامت ہے یا یہ کہ تو میرے مظاہر سے بہت بڑی شان کا مظہر ہے اور یہ بھی درست کیونکہ گو کائنات عالم سے ہر ایک چیز بقول ؎

وفی کل شیٔ لہ اٰیۃ ؛ تدل علیٰ انہ واحد

خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہے اور سب عجائبات قدرت اسکی ہستی کے دلائل ہیں لیکن جو معرفت اور جو ثبوت اللہ تعالےٰ کی ہستی کا خدا کے نبی اور رسول کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کسی دوسری چیز سے ہرگز نہیں ہوتا۔

پس ان معنوں میں جب ہر ایک نبی خدا کا اسم اعلیٰ ہو سکتا ہے تو حضرت مرزا صاحب جو

جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں اگروہ مظاہر قدرت سے اعلیٰ مظہر ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ اسم کے خطاب اور انت اسمی الاعلیٰ کے الہام سے مخاطب فرمائے تو اسپر اعتراض کیسا

انت من ماءنا وھم من فشل

الہام انت من ماءنا وھم من فشل پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسمیں مرزا صاحب کو خدا تعالےٰ کا نطفہ قرار دیا گیا ہے جس سے شرک و تجسم الوہیت لازم آتا ہے اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ الفاظ الہام میں نطفہ کا لفظ نہیں آیا اور نہ ہی الہام کا لفظ ماء جس کے معنے پانی ہیں خدا تعالےٰ کے متعلق نطفہ کے معنوں میں لینا مناسب ہے اور نہ اسے حضرت مرزا صاحب اور آپکی جماعت سے کسی فرد نے خدا تعالےٰ کے متعلق نطفہ کے معنوں میں لیا ہاں زیغ قلب سے متشابہات کو محکمات کی طرح ظاہر پر حمل کرنا اور استعارات اور مجازات کو حقیقت پر محمول سمجھنا انہی لوگوں کا کام ہے جنکا علم وفہم مزید تربیت اور آموزش سے ابھی بہت سے اضافہ کا محتاج ہے

لغت میں ماء کے لفظ کو بلحاظ مضاف ہونے کے کئی معنوں میں ذکر کیا ہے چنانچہ لسان العرب میں لکھا ہے ماء السماء سمیت المرءۃ لجمالها وقیل لولدها بنو ماء السماء وھم ملوك اعراق قال زھیر ؎

ولازمت الملوك من آل نصر ۔ وبعدھم بنی ماء السماء

کیا مطلب یعنی ماء السماء (آسمان کا پانی) حسن وجمال کی وجہ سے خوبصورت عورت کا نام ہے اور اسکی اولاد کو اس لحاظ سے بنو ماء السماء کہا جاتا ہے اور وہ شاہان عراق ہیں جیسا کہ زہیر شاعر کے قول سے ظاہر ہے کہتا ہے کہ میں ایک مدت تک ان بادشاہوں کی ملازمت میں رہا جو آل نصر کی قوم سے تھے اور پھر انکے بعد بنی ماء السماء یعنے شاہان عراق کی ملازمت میں زمانہ گزرا ۔

وفی حدیث ابی ھریرۃ امکم ھاجر یا بنی ماء السماء یرید العرب لانھم کانوا یتبعون قطر السماء فینزلون حیث کان یعنے ابوہریرہ کی حدیث میں بھی بنی ماء السماء کا لفظ استعمال کیا گیا جس سے مراد عرب لوگ ہیں کیونکہ عرب لوگ بوجہ قلت آب کے آب باراں کی اتباع اور ٹوہ میں لگے رہتے تھے جہاں بارش ہوتی وہاں اتر پڑتے ۔ اور وہیں ڈیرے لگا دیتے ۔

امثلہ مذکورہ میں ماء کا لفظ مضاف ہونے سے ایک خاص معنے میں استعمال ہوا جو محاورہ

زبان کے لحاظ سے پانی اور نطفہ کے سوا معنوں میں سے الہام مذکور میں بھی ماء کا لفظ مضاف ہے اور ضمیر متکلم مضاف الیہ جس کے معنے ہے ہمارا پانی اور انت من ماءنا کے معنے ہوئے تو ہمارے پانی سے ہے۔ اب ویسے تو ہر ایک پانی بلحاظ مخلوق اور مملوک ہونے کے اللہ تعالےٰ ہی کا ہے اور علت العلل اور مسبب الاسباب ہونے کے لحاظ سے اسی کی طرف منسوب کئے جانے کے لئے مناسب اور موزوں ہے اور ان معنوں میں ہم دریا۔ سمندر۔ جھیل۔ تالاب کے پانی اور کنوئیں اور جوہڑ کے پانی آب دھن اور منی کے پانی کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کر سکتے ہیں کہ یہ چیزیں بلحاظ خلق اور تدبیر کے اسی سے ہیں اور اسی کی ہیں اور وجعلنا من الماء کل شیء حیّ کے ارشاد کے رُو سے بھی ہر ایک ذی روح اور ذی حیات چیز جو پانی سے پیدا کی گئی ہے اسے ہم اللہ تعالیٰ کے ہی پانی سے سمجھتے ہیں لیکن کیا کسی نے ان چیزوں کو جو خدا تعالےٰ کے پیدا کردہ پانی سے پیدا کی گئیں اس ناپاک اور خلاف تہذیب وفطرت تاویل کے مطابق سمجھا۔ جس تاویل اور غلط معنوں میں الہام مذکور کو سمجھکر حضرت مرزا صاحب کو خدا کے نطفہ سے قرار دیکر حقیقتاً خدا کا بیٹا بیان کیا گیا۔ حالانکہ اگر تقوےٰ اور انصاف کے ساتھ اور غور اور تدبر کے ساتھ دیکھا جاتا۔ تو الفاظ الہام کی حقیقت سے آگاہ ہونا کچھ مشکل نہ تھا کیونکہ بات بالکل آسان تھی اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کو اس الہام میں مخاطب کر کے مخالفین کی تکذیب کے مقابل آپکو تسلی دینے کے لئے فرمایا کہ انت من ماءنا یعنے مخالفین تو کہتے ہیں کہ تو اپنے دعوے کے ساتھ بحیثیت مدعی مسیحیت ومہدویت مفتری ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے نہیں اور نہ ہی جن الہامات کی بناء پر تیرا دعویٰ ہے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں لیکن یہ غلط ہے اور اصل بات یہ ہے کہ تو اپنے دعوے میں سچا اور ہمارے پانی یعنے ہماری وحی سے ہے جو اپنے اندر وجعلنا من الماء کل شیء کے رُو سے مادہ حیات رکھنے کی وجہ سے بطور استعارہ اور مجاز ماء (پانی) کے لفظ سے تعبیر کی گئی۔ اور آپ کے مخالفین کی نسبت فرمایا وھم من فشل یعنے وہ لوگ جو تیری مخالفت کرنے والے ہیں وہ اپنی تکذیب کے لحاظ سے خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اس شیطان کی طرف سے ہیں جو بزدل اور مجسم بزدلی ہے یعنے مخالفین کا تیری تکذیب کرنا خدا اور اسکے رسول کے کلام کی بناء پر نہیں بلکہ شیطانی وساوس اور اوہام باطلہ کی بناء پر ہے جنکی وجہ سے مخالفین کے گروہ کی نسبت امر تکذیب اللہ تعالےٰ کی طرف نہیں بلکہ شیطان کی طرف ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ تو اپنے دعوے میں خدا کی طرف سے اسکی وحی کی بناء پر مامور ہے اور مخالفین کا گروہ جو بز

ہیں تجھ سے بزدل ہو کر بھاگتے ہیں نہ اپنی تکذیب میں شیطان ہیں یعنے حزب الشیطان ہیں۔ قرآن کریم میں بھی مثال کے طور پر پانی کو وحی سے تعبیر کیا ہے دیکھو سورہ نحل کی آیت اللہ انزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا ان فی ذلک لآیۃ لقوم یسمعون ایسا ہی قرآن کے دوسرے بھی مقامات میں وحی کو پانی کی مثال میں پیش کیا ہے۔ اب اس بنا پر ہر ایک نبی اور رسول اور ہر ایک مامور من اللہ مع گروہ مخالفین جب فقرہ الہام انت من ماءنا وھم من فشل کا مصداق ہے تو حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کیوں۔ فافہم و تدبر

یحمدک اللہ من عرشہ

الہام یحمدک اللہ من عرشہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مخلوق تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے حتیٰ کہ سب نبی اور ولی اللہ تعالیٰ ہی کی حمد کرتے آئے ہیں لیکن مرزا صاحب ہیں کہ خدا انکی حمد کرتا ہے اور پھر اپنے عرش سے اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کا حمد کرنا کوئی ایسی بات نہیں جو خلاف قرآن ہو کیونکہ قرآن کریم میں جب جا بجا اللہ تعالےٰ نے نبیوں رسولوں اور صالح لوگوں کی حمد و تعریف کی ہے تو حضرت مرزا صاحب جو علاوہ انبیاء اور رسل سے ہونیکے جری اللہ فی حلل الانبیاء کی حیثیت سے تمام انبیاء کے مظہر اور بروز بھی ہیں اگر ان کی اللہ تعالیٰ تعریف کرے تو اسپر تعجب کیسا ہے مثال کے طور پر دیکھو سورہ ص میں آیات ذیل کو ووھبنا لداؤد سلیمٰن نعم العبد انہ اوّاب۔ واذکر عبدنا ایّوب ...... انا وجدناہ صابرا نعم العبد انّہ اوّاب۔ واذکر عبادنا ابراھیم واسحٰق ویعقوب اولی الایدی والابصار انا اخلصنا ھم بخالصۃ ذکرالدار وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار۔ واذکر اسمٰعیل والیسع و ذالکفل ط وکل من الاخیار۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو تعریف کے ساتھ یاد کیا ہے پس اللہ تعالےٰ کا اپنے کسی برگزیدہ اور قابل تعریف بندہ کی حمد کرنا جب قرآن سے ثابت ہے تو حضرت مرزا صاحب جیسے بزرگ نبی اور برگزیدہ رسول کی تعریف کئے جانے پر اعتراض کیسا اور اگر لفظ حمد کے استعمال کئے جانے پر اعتراض ہے تو اسکے لئے دیکھو آیت یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا جس سے ثابت ہے کہ حمد کا لفظ لم یفعلوا کی نفی کی صورت میں

میسوب ہے نہ اثبات کی صورت میں۔
اور اگر عرش کا لفظ کھٹکتا ہے تو یہ بھی کوئی بات نہیں کیونکہ خدا تعالے کا حمد کرنا اپنے عرش سے الگ ہو کر نہیں بلکہ عرش سے ہی ہوتا ہے۔

پھر عرش سے یہ بھی مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آپکی حمد کرنا اپنے عرش یعنی اپنی مظہریت کے مرتبہ کی وجہ سے ہے جیسا کہ الہام انت منّی بمنزلۃ عرشی کے معنوں میں اظہار کیا گیا۔ پھر یہ بھی کہ خدا تجھے اپنی تمام حکومت تمام سلطنت اور مملکت میں ظاہر کریگا کہ تو اپنی محامد اور خوبیوں کی وجہ سے قابل تعریف ہے نہ اس طرح جیسے کہ مخالفین اپنی شرارت سے بجواس کرتے ہیں کہ یہ شخص ایسا ہے ویسا ہے اور یہ اس صورت میں کہ عرش کو مملکت اور سلطنت کے معنوں میں لیا جائے۔

انّما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہ کن فیکون

الہام مذکور بعنوان پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ الہام مذکور کے الفاظ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی شان میں بیان کئے گئے ہیں پھر معانی کے لحاظ سے ان الفاظ کا خدا تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے کے حق میں استعمال ہونا شرک اور محض شرک ہے۔

اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ یہ الہام قابل اعتراض نہیں کیونکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح سے اسکی صحت کا ثبوت ملتا ہے اور یہ الہام انسانی کمالات کے اعلیٰ اور برتر کمال پر دلالت کرتا ہے جو انسانی ہستی کی غائت اور انتہائی غرض ہے اور واصلان حضرت صمدیت اور مقرّبان بارگاہ احدیّت کے کام کا مرتبۂ اتحاد کی مقربانہ نسبت سے اور ایک فانی فی اللہ ہونے کی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونا اسکے مقام وصل اور مرتبہ قرب کے اظہار کے معنوں میں ہے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح کہ آنحضرت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اور ید اللہ فوق ایدیہم اور ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کا ارشاد فرمایا۔ اور ان معنوں میں صحیح بخاری میں یہ حدیث آئی ہے وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنّوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الذی یبطش بہا ورجلہ الّتی یمشی بہا وان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنّہ۔

اب غور کیجیے کہ جب اللہ تعالےٰ اپنے فانی فی اللہ بندہ کے قرب اور اتحاد کو یہانتک مرتبہ عطا کرتا ہے کہ اسکے ہاتھ اور پاؤں بنجاتا ہے اور ایسا ہی کان آنکھ اور زبان بھی ہوجاتا ہے اور اسکے سوالات کو جنکے متعلق وہ چاہتا ہے کہ وہ سب پورے ہوجائیں اللہ تعالےٰ لاعصینّہ کے ارشاد سے عطا کا وعدہ فرماتا ہے تو اس صفت کا انسان یعنی فانی انسان کہ جس کے تمام ارادے ہی اس مرتبہ فنا میں اللہ تعالےٰ ہی کے ارادے ہیں اور جس کا قول فعل ہی اللہ کا ہی قول فعل ہے اگر اسکے کن فیکون کو اللہ تعالےٰ کا کن فیکون قرار دیا جائے یا اسے ان معنوں میں کن فیکون کی صفت سے متصف تسلیم کیا جائے تو اسپر از روئے قرآن و حدیث اعتراض کیسے؟

پھر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ جس قدر مخلوق اپنے امور اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہوتی ہے اور کسی امر کے چاہنے کے بعد اسے انجام دیتی ہے اور انجام دینے میں کامیاب ہوتی ہے۔ یہ سب کن فیکون کی حقیقت سے باہر نہیں ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم سے لیکر بادشاہ تک اپنے اختیارات کے دائرہ کے اندر سب کے سب کن فیکون کا ہی جلوہ دیکھتے اور دکھاتے ہیں ؛

پھر جب ایک بادشاہ نائب بادشاہ کے عطا کردہ اختیارات کے دائرہ کے اندر شب و روز کن فیکون سے کام لیتا ہے۔ تو حضرت احکم الحاکمین شہنشاہ اعظم خالق کون و مکان کی طرف سے جس قدر اسکے نائب کو اختیارات کی وسعت عطا کی گئی ہے۔ اگر اسکے لحاظ سے کن فیکون کی شان کو اسکے متعلق ظاہر کیا جائے تو اسپر اعتراض کیوں؟ پس حضرت مرزا صاحب جب خدا تعالےٰ کے سچے نائب ہیں جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ ؎ وما انا الا نائب اللہ فی الوریٰ ؛ اور فانی فی اللہ ہونے سے آنحضرت کے مظہر اتم اور بروز اکمل بھی ہیں تو اگر آپ آیت ما رمیت اور ید اللہ فوق ایدیہم اور حدیث تقرب بالنوافل کے ماتحت اپنے خداداد اختیارات کے لحاظ سے کن فیکون کے وارث بنائے جائیں تو اسپر اعتراض کیسا اور استعجاب کیا؟

پھر اگر اس الہام کی بنا پر حضرت مرزا صاحب پر اعتراض ہو سکتا ہے تو سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر کیوں اعتراض نہیں ہوگا جو فتوح الغیب مقالہ ۱۶ میں فرماتے ہیں ثم یرد علیک التکوین فتکون بالاذن الصریح الذی لا غبار علیہ

والدلالات اللائحة کالشمس المنيرة پھر تکوین تجھے سپرد ہو گی اور تو اذن صریح سے جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو تکوین کریگا۔ اس سے آگے فرماتے ہیں وقال اللہ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشیء کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشیء کن فیکون وقد فعل ذالک بکثیر من انبیائہ وخواصہ من بنی آدم یعنے اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے ابن آدم میں اللہ ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں کسی چیز کو کن کہتا ہوں تو وہ ہو جاتی ہے اے ابن آدم تو میری فرمانبرداری کر تو تو بھی جس شے کو کن کہیگا وہ ہو جائے گی اور یہ (کن فیکون) بہت سے انبیاء اور خواص (اولیاء) نے کیا۔" اب معترض صاحب بتائیں کہ جب حضرت غوث الاعظم مرتبہ تکوین بہت سے انبیاء اور اولیاء اللہ کا بتاتے ہیں تو حضرت اقدس کا یہ الہام خلاف شریعت اسلامی کیونکر ہو گیا۔ اگر اس سے حضرت مسیح موعود پر فتوے کفر لگ سکتا ہے تو اسکی زد میں غوث اعظم اور بہت سے انبیاء اور اولیاء کرام بھی آتے ہیں۔

ربنا عاج

الہام ربنا عاج پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس الہام میں اللہ تعالیٰ کو ہاتھی دانت قرار دیا گیا کیونکہ عاج ہاتھی دانت کو کہتے ہیں اور یہ علم صحیح اور عقل سلیم کے سخت خلاف ہے علاوہ اسکے ایسے اعتقاد سے انسان مشرک ہو جاتا ہے۔ اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ الہام میں عاج کا لفظ ہاتھی دانت کے معنوں میں نہیں۔ اگر ہاتھی دانت کے معنوں میں ہوتا تو البتہ اعتراض بجا تھا لیکن جب نہ حضرت مرزا صاحب اور نہ ہی آپکی جماعت میں سے کسی فرد نے آجتک اس فقرہ الہام کے لفظ عاج کو ہاتھی دانت کے معنوں میں سمجھا نہ کہیں تقریر اور تحریر میں ذکر کیا تو اپنی طرف سے کم علمی اور نادانی سے ایک بات کو غلط سمجھکر الہام کو قابل اعتراض ٹھہرانا ایسے ہی کوردل لوگوں کا کام ہے جو عادۃ غبی اور بلید الذہن ہونے کے جلد باز اور جہل مرکب میں مبتلا بھی ہوں۔ لفظ عاج اسم فاعل ہو معتل اللام سے یا مضاعف ثلاثی سے۔ معتل اللام یعنے ناقص سے ہو تو اسکا ماخذ عَجْوَۃ ہے جس کے معنے منتہی الارب میں یہ لکھے ہیں عجوہ بالضم شیر یکہ طفل یتیم را خورانند۔ اس لحاظ سے عاج کے معنے ہوئے یتیمی کی حالت میں شیر سے پرورش کرنے والا۔ اس صورت میں الہام کے معنے ہوئے ہمارا رب ہماری یتیمی اور بیکسی کی حالت میں جبکہ ایمان ثریا پر چلا گیا مسیح موعود کے ذریعہ جو فارسی الاصل ہیں علم وحکمت کے روحانی شیر سے تربیت فرمانے والا ہے۔ اب اس پر اعتراض کیسا ؟

اور اگر عاج کو مضاعف ثلاثی سے اسم فاعل قرار دیں تو عاج کا ماخذ عج ہو گا اور عج کے معنے

صراح اور منتہی الارب میں یہ لکھے ہیں عجّ عجّاً و عجیجاً برداشتن آواز را و بانگ کرد ومنہ الحدیث افضل الحجّ العجّ والثجّ یعنی برداشتن آواز تلبیہ و قربان کردن ہدیہ را۔ یعنے عجّ کے معنے آواز کا بلند کرنا انہی معنوں میں حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ افضل الحج والعج والثج جس کا مطلب یہ ہے کہ احکام حج سے افضل تلبیہ یعنے لبیک وغیرہ ذکر سے آواز کو بلند کرنا اور قربانیوں کا خون بہانا یعنے ذبح کرنا ہے۔ ان معنوں میں الہام ربنا عاج کے معنے ہوئے ہمارا رب آواز کو بلند کرنے والا ہے کس آواز کو بلند کرنے والا ہے الفاظ حدیث کے رو سے واضح ہو گیا کہ تلبیہ کی آواز کو جس کا یہ مطلب ہے کہ شیطانی تصرفات سے دنیا خدا تعالےٰ اور اسکی اطاعت اور تلبیہ سے غافل ہو گئی تھی۔ لیکن اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ یعنے مسیح موعود کی بعثت سے اپنی آواز کو بلند کرے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے مقاصد کو انجام دینے کے لئے اپنے انواع اقسام کے نشانوں سے اپنی تجلی دنیا پر ظاہر کرے سو بحمد اللہ کہ حضرت مرزا صاحب جو مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ ان کی بعثت سے واقعی ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ خدا کی آواز دنیا کے چاروں کونوں میں کس سرعت اور بلندی سے گونج رہی ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک

(۱) حضرت مسیح موعود آنحضرت کے مظہر اتم ہیں اس لئے اس الہام کا حضرت مسیح موعود کی شان میں پایا جانا آنحضرت کی کمال شان کا ہی اظہار کرتا ہے کیونکہ ظل کا کمال اصل کے ہی کمال مرتبہ کی علامت ہے

(۲) افلاک فلک کی جمع ہے فلک کے معنے محور مدار کے ہیں جس کے مطابق الہام کا مطلب ہوا کہ موجودات عالم میں سے ہر ایک چیز کا فلک یعنی طرز روش اور رفتار تیری مراد اور مقصد کے مطابق ہے خواہ ظاہر بنظر بعض کی رفتار مخالف معلوم ہو یا موافق۔ پس اگر تو نہ ہوتا تو زمانہ کی موجودہ رفتار اس طرح سے نہ ہوتی اور نہ ہی موجودات اس موجودہ روش کو اختیار کرتی ٭

(۳) خدا کے مرسل کی بعثت سے زمانہ ایک نئے تغیر کو اختیار کرتا ہے اور جسقدر دائرہ رسالت کا ہو۔ اس تک اسکا اثر پڑتا ہے لیکن آنحضرت اور حضرت مسیح موعود کی رسالت کا دائرہ چونکہ وسیع ہے اسلئے اسجگہ الافلاک میں سب کائنات عالم داخل ہے۔

(۴) لولاک لما خلقت الافلاک کے متعلق حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۹ کے حاشیہ پر حضور خود لکھتے ہیں کہ ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنے ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کیجاتی ہیں پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

کشوف

مرزا صاحب نے زمین و آسمان بنایا

پہلا کشف مندرجہ کتاب البریہ صفحہ ۷۹ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اسمیں دعویٰ کیا ہے کہ میں نے زمین و آسمان بنائے اور میں اسکی خلق پر قادر تھا۔ اسکے جواب میں عرض ہے کہ اول حضرت اقدس کا عقیدہ دربارہ خلق السموات والارض کیا ہے؟ دوم اس کشف کے الفاظ کیا ظاہر کرتے ہیں۔ سوم آپ نے اس کشف کی کیا تعبیر فرمائی۔ امر اول ملاحظہ ہو الوصیت "خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ اسکے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں × × تمام روح اور انکی طاقتیں اور تمام ذرات اور انکی طاقتیں اسکی پیدائش ہیں۔ پس اس محکم کی موجودگی میں کشف میں خلق زمین و آسمان کے اور معنے ہونگے۔ امر دوم۔ کشف کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں (۱) اللہ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی (۲) یہانتک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا (۳) میرے اعضا اسکے اعضا × × بنگئے (۴) میں بالکل اسمیں محو ہو گیا (ب) نہ تو میں میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی (۵) مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدی گئی (۶) اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا (۷) میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا (۸) اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ کیا یہ الفاظ پکار پکار کر شہادت نہیں دے رہے کہ آخری الفاظ کا کہنے والا کون ہے؟ اور حضرت مسیح موعود نے خدائی کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا بلکہ آپ نے اس سے جو نتیجہ نکالا وہ یہ ہے جو اسی کتاب میں اسکے ساتھ لکھا ہوا ہے فرماتے ہیں "اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اسکی خدائی نکالتے ہیں ان الہامات سے بڑھکر ہیں" غرض آپ نے اپنا کشف بیان کر کے عیسائیوں کی اس غلط فہمی کو رفع کرنا چاہا ہے جو انہیں یسوع مسیح کے بعض الہامات و کشوف کے معنے نہ سمجھنے سے پیدا ہوئی۔ امر سوم۔ آپ اس کشف کی تعبیر آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں۔ والقی فی قلبی ان ھذا الخلق الذی رائیتہ اشارۃ الی تائیدات سماویۃ وارضیۃ وجعل الاسباب موافقۃ للمطلوب × × × ولا نعنی بھذہ الواقعۃ کما یعنی فی کتب اصحب وحدۃ الوجود وما نعنی بذلک ما ھو مذھب الحلولیین بل ھذہ الواقعۃ توافق حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعنی بذلک حدیث البخاری فی بیان

مرتبۃ قرب النوافل لعبادہ اللہ الصلحین ط اور خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ خلق جو مینے کشف میں کی یہ اشارہ ہے تائیدات ارضیہ و سماویہ کی طرف کہ تمام اسباب مطلوب کے موافق کر دیئے اور ہم اس واقعہ سے وہ مراد نہیں لیتے جو وحدۃ وجودی مراد لیتے ہیں۔ اور نہ ہم خدا کے حلول کر جانے کا عقیدہ لیتے ہیں۔ بلکہ یہ واقعہ اس حدیث بخاری کے مطابق ہے۔ جو عباد اللہ الصلحین کے مرتبہ قرب بالنوافل کے بارے میں آیا یعنے اللہ کا بندہ مقرب ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ وہ خدا کی آنکھ ہو جاتا ہے کہ اس سے دیکھتا ہے کان ہو جاتا ہے کہ اس سے سنتا ہے

اس تشریح کی موجودگی میں یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے خدائی کا دعویٰ کیا نیک نیتی پر مبنی نہیں ہو سکتا پھر اولیاء امت محمدیہ کے الہامات اور مقولات میں اسکی نظیریں پائی جاتی ہیں حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی فرماتے ہیں "مجھے اتنی قدرت ہے کہ ہاتھ بڑھاؤں اور آسمان کو پکڑ کر کھینچ لوں اور زمین پر ماروں (۲) مینے پہلے جانا تھا کہ امانت مجھ پر رکھی ہے جب بغور دیکھا تو جانا کہ اپنی خدائی مجھ پر رکھی ہے (۳) حضرت بایزید بسطامی نماز فجر سے فارغ ہوتے ہوئے (جس سے واضح ہے کہ وہ حالت سکر میں تھے) فرمانے لگا۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون +

قرآن شریف میں قادیان کا ذکر

معترض کہتا ہے مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے "میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھکر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلنٰہ قریبًا من القادیان تب مینے نظر ڈالی کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے" قرآن شریف میں دکھاؤ قادیان نصف کے قریب کہاں لکھا ہے یہ صریح جھوٹ ہے۔

اوّل تو معترض یہ عبارت چھوڑ گیا "اس روز کشفی طور پر مینے دیکھا"۔ اور کشف و رؤیا کے لئے ضروری نہیں کہ اسکا نظارہ مطابق ظاہر ہو تاویل و تعبیر کا محتاج ہوتا ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلاً و یقللکم فی اعینھم ط نبی کریم کو کافر رؤیا میں تھوڑے دکھائے گئے۔ حالانکہ وہ زیادہ تھے تو تعبیر اس نظارہ کی جو مطابق ظاہر نہ تھا یہ ہوئی کہ بلحاظ قوت و انجام تھوڑے تھے ایسے ہی اس اپنے کشف کے بارے میں حضرت اقدس اسی ازالہ میں فرماتے ہیں۔

"کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا ×
اور چونکہ موجود نہیں تو بجز اسکے اور کسطرف خیال جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قادیان
کا نام قرآن شریف یا احادیث نبویہ میں کسی اور پیرایہ میں ضرور لکھا ہے"

چنانچہ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ "اسکی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء یعنے حدیث میں ینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق جو آیا ہے تو وہاں قادیان ہی کو دمشق کہا گیا ہے سو حدیث میں تو یوں ذکر ہے اور قرآن شریف میں کسطرح پر ہے فرماتے ہیں :-

"جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر مینے لکھا یعنے یہ کہ اسکا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے درحقیقت یہ صحیح بات ہے کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اسکے معراج ناقص رہتا ہے پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ آنحضرتؐ کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانے سے جو آنحضرتؐ کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کے رو سے جو اسلام کے انتہار زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصےٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے" (اشتہار منارۃ المسیح)

زیادہ تشریح کی حاجت نہیں خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن شریف کے نصف میں مسجد الاقصیٰ کے ایک معنے قادیان بھی ہیں۔ علاوہ ازیں حروف کے اعتبار سے ولیتلطف قرآن کا نصف بتایا گیا ہے اور یہ سورۃ کہف ہے جس کے ابتدائی آیات میں دجالی فتنہ کا ذکر ہے۔ اور جو اس فتنہ کو دلائل و دعا سے دور کرنے والا ہوگا۔ اسی کے رہنے کے مقام کو بطور پیشگوئی اصحٰف کہف کے قصے میں بیان فرمایا۔ اور اسے فتن کفر والحاد سے دارالامان اور کہف قرار دیا۔ اسی طرح ہی قرآن شریف کے نصف میں قادیان کا نام وصفی طور پر مذکور ہے اور یہ الہامی عبارت مسطور ہے انا انزلناہ قریباً من القادیان

سرخی کے چھینٹے

اعتراض - مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مینے خدا کے سامنے ایک مِثل مرتب کر کے پیش کی کہ اس پر دستخط کئے جائیں چنانچہ خدا تعالےٰ نے بلا تامّل اسپر اپنا دستخط کر دیا اور جب خدا تعالےٰ نے قلم کو ہاتھ میں لے کر چھڑکا تو اسکے چھڑکنے سے کئی قطرے آپکے کُرتے اور منشی عبد اللہ صاحب کی ٹوپی پر بھی گرے - جو آجتک موجود اور مشہور بتائے جاتے ہیں خواب اور کشف کا معاملہ اور اسکا اثر ظاہر میں یعنے خواب اور کشف کی سیاہی عالم ظاہری میں بھی موجود ہوگئی یہ کسطرح ہوسکتا ہے کیا خدا بھی عالم جسمانیات سے ہے یا اسکی قلم اور سیاہی ہمارے قلم اور سیاہی کی طرح محسوسات سے ہے -

جواب - واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود نے اس خواب اور کشف کا تذکرہ مختلف کتب میں دیا ہے - اور ہر جگہ اللہ تعالےٰ کے اس مشاہدہ کو تمثّلی طور پر ذکر کیا ہے اور روحانیات کا تمثّلی صورت میں ظہور کرنا مسلمات سے ہے جیسا کہ آیت واَرسلنا الیہا روحنا فتمثّل لہا بشراً سویّاً سے ثابت ہے کہ حضرت مریم کے پاس حضرت روح الامین بشری صورت میں بطور تمثّل ورود فرما ہوئے ایسا ہی حضرت ابراہیم کے پاس ملائکہ تمثّلی صورت میں ظاہر ہوئے - جنکی آپنے انسان سمجھکر ضیافت بھی کی اور بچھڑے کا گوشت پکا کر پیش کیا - ایسا ہی حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھی وہ انسانوں کی صورت میں بطور تمثّل ظاہر ہوئے اسی طرح ملائکہ کی طرح چونکہ اللہ تعالےٰ بھی روحانیات سے ہے بلکہ سب روحانیوں سے زیادہ لطیف ذات ہے اسلئے اللہ تعالےٰ کا تمثّلی صورت میں کسی پر ظاہر ہونا پھر خواب اور کشف کی حالت میں ہر زنا غیر ممکن نہیں چنانچہ حدیث رأیت ربی فی صورۃ شاب لہ وفرۃ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے آنحضرت فرماتے ہیں کہ مینے اپنے رب کو ایک ایسے جوان کی صورت میں دیکھا کہ جس کے سر کے بال کانوں تک پہنچے ہوئے تھے دیکھو کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق وکذٰلک ذکرہ الطبرانی - ایسا ہی زاد المعاد جلد اول میں خصائص نبویہ کے ذکر میں امام ابن قیم فرماتے ہیں - لما رای رب العزۃ تبارک و تعالیٰ فقال یا محمد فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت لا ادری فوضع یدہٗ بین کتفی فعلمت ما بین السمٰوٰت والارض الحدیث وھو فی الترمذی یعنے جب آنحضرت نے اپنی اس رؤیا میں جو آپنے مرض میں دیکھا اللہ تعالےٰ کو مشاہدہ کیا تو اللہ تعالےٰ نے آپسے فرمایا کہ یا محمد آپ جانتے ہیں کہ ملاء اعلیٰ کا کسی بات میں جھگڑا ہے

تو آپ نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں تب اللہ تعالیٰ نے آپ کے دونوں کاندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا۔ تو آپکو اللہ تعالیٰ کے اس ہاتھ رکھنے سے آسمان و زمین میں جو کچھ بھی تھا سب معلوم ہو گیا یہ حدیث ترمذی میں ہے جسے امام بخاری نے صحیح قرار دیا۔

اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمثلی صورت میں نظر آنا جائز ہے۔ جیسا کہ فوضع یدہٗ کے فقرے سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آنحضرت کے کاندھوں کے درمیان ہاتھ رکھنا تمثلی صورت میں ہی ہو سکتا ہے ورنہ وہ لیس کمثلہٖ شیئ ذات جو از روئے حقیقت ذاتیہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کی شان رکھتی ہے وہ اپنی اصلی حیثیت میں کس طرح دیکھی جا سکتی ہے پس اللہ تعالیٰ کا دیکھنا جس طرح سے ممکن ہے وہ کسی تمثلی کیفیت کے نیچے ہی ہو سکتا ہے اور تمثلی طور پر خدا تعالیٰ کو دیکھنا یا خدا کا نظر آنا ایسا امر ہے کہ جس سے اہل اللہ [illegible] ناواقف نہیں بلکہ بہت سے انہیں سے ایسے ہیں جو اس امر میں صاحب حال ہیں جیسا کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کلھما نے فرمایا کہ رأیت ربی فی صورۃ ابی یعنے میں نے اپنے رب کو اپنے باپ کی صورت میں دیکھا یعنے تمثلی طور پر۔

رہا یہ امر کہ اللہ تعالیٰ کے قلم چھڑکنے سے اسکے چھینٹے کرتے اور ٹوپی پر عالم محسوسات میں کس طرح سے ظاہر ہو گئے کیونکہ ایک روحانی امر کا عالم جسمانی میں صورت پذیر ہونا بظاہر محال ہے۔ تو اسکے متعلق یہ عرض ہے کہ یہ تمام سلسلہ جو جسمانیات کی صورت میں نظر آ رہا ہے جب یہ ہر آن اپنے حدوث اور متغیر ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے جو جسد التکوین کے لئے ایک روح اعظم ہے ظہور پذیر ہو رہا ہے تو اس امر پر استعجاب کیسا ہے کیا عالم کشف اور خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایک آریہ کے نزدیک جو خدا تعالیٰ کو روح اور مادہ کا خالق نہیں مانتا بیشک ایسے امر کے متعلق استعجاب ہو سکتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کو درحقیقت قادر مطلق اور نیست سے ہست کرنے والا نہیں مانتا لیکن ایک ایسے شخص کے نزدیک جو خدا تعالیٰ کو ہر طرح سے خالق اور خلاق علیم مانتا ہے اسکے لئے یہ امر تسلیم کرنا کوئی بھی مشکل نہیں لیکن یہ نشان تو آرین لوگوں کے لئے بھی حجت ہے کیونکہ ان کا یہ عقیدہ کہ خدا تعالیٰ خالق نہیں اور نہ ہی وہ نیست سے ہست کر سکتا ہے وہ اس سرخی والے نشان سے باطل ہو جاتا ہے کیونکہ قلم سے ان چھینٹوں کا غیر محسوس حالت سے محسوسات میں مشہود ہونا اور محض روحانی کوائف سے جسمانیات میں ظہور پذیر ہونا یہ وہ واقعہ ہے کہ جس کا مشاہدہ تکذیب کا مانع اور آرین مذہب کا لاریب مبطل ہے۔

بلکہ اس سُرخی کے چھینٹے میں وہ مخفی حقیقت جو بطور اسرار کے اس امر میں ودیعت کی گئی تھی۔ لیکھرام کے مجہول الکنہ قتل کے لئے بھی بطور پیشگوئی ثابت ہوئی گویا بتلایا گیا کہ جس طرح یہ سرخی کے چھینٹے عالم روحانیات سے عالم جسمانیات میں مجہول الکنہ کے رنگ میں ظہور پذیر ہوگئے اور کوئی نہ سمجھ سکا کہ روحانی کیفیت سے یہ کسطرح سے عالم مشہودات میں وجود پذیر ہوگئے۔ اسی طرح سے لیکھرام کے قتل ہونے کے متعلق بھی کوئی نہ سمجھ سکا کہ اسکا قاتل جو فی الواقع فرشتہ تھا وہ عالم روحانیات سے عالم مشہودات میں متمثل ہوکر کسطرح سے قتل کا کام کرکے مخفی ہوگیا جس سے باوجود ہزار ہا قسم کی تلاشیوں کے اسکا قتل مجہول الکنہ اور مخفی اور مستور ہی رہا۔

پھر قانون قدرت میں بھی اسکی مثال موجود ہے کہ ایک امر عالم روحانی سے عالم مشہودات میں کسطرح سے موجود ہوجاتا ہے سو ہم دیکھتے ہیں کہ عالم خواب میں ایک شخص دردمند ہوکر چشم پرآب ہوتا ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عالم مثال میں روحانی آنکھ سے مثالی طور پر جو گریہ کیا اور آنسو بہائے اسکا اثر ظاہری آنکھ میں بھی پایا جاتا ہے اور مثالی آنکھ کی طرح ظاہری آنکھ بھی چشم پرآب نظر آتی ہے۔ اسی طرح کبھی مثالی زبان کی آواز ظاہری زبان سے بھی ظاہر ہوجاتی ہے۔ اور کبھی غیر معمولی طور پر آواز مسافت بعیدہ تک پہنچتی ہے جیسے حضرت عمرؓ کی آواز یا ساریۃ الجبل ایک دور کی مسافت تک پہنچی۔ اور کبھی احتلام کی صورت میں مثالی جماع کا انزال اور خروج منی ظاہر میں بھی پایا جاتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے سورہ روم کی آیت ومن اٰیاتہٖ منامکم باللیل والنھار میں اشارہ کیا ہے کہ انسان کا عالم خواب بھی علوم نظریہ کے بہت سے مشکلات کا حل اپنے اندر رکھتا ہے پس جس طرح روح جسم کے لئے محیط ہے اور ایکطرف جسم کے ظاہر سے ظاہر مقام تک اور دوسری طرف اسکی باطن سے باطن حد تک پہنچی ہوئی ہے اور قل الروح من امر ربی کی حیثیت میں ربوبیت کے معنوں میں خدا تعالےٰ کی صفت ربوبیت کی مظہریت کے مقام میں اسکے اپنے ان تعلقات کے لحاظ سے جو اسے جسم کیساتھ ہیں۔ ہم خدا تعالےٰ کی طرح اسکی صفت ظاہر کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ لیس فوقہٗ شیٔ اور ایسا ہی اسکی صفت باطن کے متعلق بھی کہہ سکتے ہیں کہ لیس دونہٗ شیٔ اور اسکی اعلیٰ مثال ہے جو ہمنے آنکھ زبان اور احتلام کی کیفیت میں اوپر دکھائی ہے جس سے ظاہر ہے کہ روح کے تصرف اور تدبیر کا اثر کبھی عالم مثال تک ہی محدود رہتا ہے اور جب روحانی تصرف اپنی قوت میں تیز ہوتا ہے تو عالم مثال سے ظاہری قوٰے تک اپنا اثر رکھتا ہوا عالم شہودات میں بھی اپنا جلوہ دکھا

کر دیتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ کا عالم کشف اور خواب میں اپنے کسی بندہ کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنا کہ بعض امور جو عالم مثال میں معاملہ پذیر ہوئے۔ انکا اثر ظاہری وجود میں بھی ظاہر ہو۔ روح کے بالمقابل بہت بڑھکر ممکن ہے کیونکہ روح تو اپنا اثر اپنے حلقہ جسم کے اندر ہی دکھا سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو روح اعظم ہے وہ اپنا اثر کائنات عالم کے ہر ذرہ سے ظاہر کر سکتا ہے۔ خواہ وہ انسانی جسم سے کسقدر بھی بعد اور دوری پر کیوں واقع نہ ہو۔ جیسا کہ اسنے اپنے مسیح موعود کو عالم خواب میں قلم کے قطرات اور سرخی کے چھینٹوں کی صورت میں دکھایا۔ بلکہ علاوہ اسکے کاملین کی روح بھی کسی دوسری روح کے ذریعہ ایک روحانی امر کو جسمانی صورت میں دکھا سکتی ہے جیسا کہ امام ابن سیرین اپنی کتاب منتخب الکلام فی تعبیر الاحلام میں ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں اور وہ ہذا

حکی عبداللہ بن الجلاء قال دخلت مدینۃ رسول اللہ وبی فاقۃ فتقدمت الی قبر رسول اللہ فسلمت علیہ وعلی صاحبیہ ثم قلت یارسول اللہ بی فاقۃ وانا ضیفک ثم تنحیت ونمت دون القبر فرأیت النبی صلعم جاء الی فقمت فدفع الی رغیفا فاکلت بعضہ وانتبہت وفی یدی بعض الرغیف۔ یعنے عبداللہ بن جلاء نے بیان کیا کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ اور مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی میں اسی حال میں آنحضرت کے روضہ پر پہنچا اور آپ پر اور آپکے دونوں ساتھیوں پر سلام علیکم عرض کیا۔ پھر میں نے آنحضرت کے حضور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے بھوک ہے اور آپکا ہی مہمان بھی ہوں یہ کہکر میں قبر سے ہٹکر سو گیا خواب میں دیکھا کہ آنحضرت تشریف لا رہے ہیں میں تعظیم کے لئے اٹھا آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی جسکا میں نے ایک حصہ کھایا اور بیدار ہو گیا۔ بیداری کی حالت میں دیکھا کہ باقی حصہ روٹی فی الواقع میرے ہاتھ میں موجود تھا۔ علاوہ اسکے حضرت مسیح ع کی پیدائش کا واقعہ بھی اسی قبیل سے ہے جیسا کہ سورہ مریم میں اسکا مفصل ذکر ہے کہ حضرت مریم اپنے کشف میں حضرت جبرئیل کو بطور تمثل بشری صورت میں دیکھکر عالم مثال سے ایک ایسی کیفیت کے ساتھ واپس ہوئیں۔ کہ جس کے نیچے آپ عالم ظاہری میں حاملہ پائی گئیں۔ حالانکہ یہ حمل آپکا ایک روحانی کرشمہ کا نتیجہ تھا۔

پس واقعات اور مشاہدات کا انکار نہیں ہو سکتا گو یہ دوسری بات ہے کہ انسان ایسے

مجہول الکنہ واقعات اور حقایق مخفیہ کے ادراک سے قاصر ہو۔ اب جبکہ وہ سرخی جو خدا تعالےٰ کے چھینٹوں کا نشان ہے کرتے اور ٹوپی پر ظاہر اور موجود ہے۔ تو گو اسکی ماہیت اور کیفیت وجود کے سمجھنے کے سے انسانی عقول قاصر ہوں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ عدم علم کی وجہ سے ایک موجود شے کو معدوم قرار دیں یا اسکی ہستی سے انکار کر دیں:۔

معارف قرآن

(از حضرت اولوالعزم سید نا محمود)

معیار صدق انبیاء کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک نشان یہ بھی ہے کہ انہیں نہایت بیکسی کی حالت سے اٹھا کر بڑے بڑے امرا اور بااثر لوگوں پر غلبہ دیا جاتا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بھی یہ نشان فرمایا کہ تمام مخالفین مشرکین پر ایسا غلبہ حاصل ہوگا کہ تیرے ساتھ والے مال انفال و غنیمت کے متعلق مسائل دریافت کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا

احکام خمس للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ۔ اللہ کے خمس کو کسی خاص معنوں میں محدود کرنے کی ضرورت نہیں جسقدر طریق بھی اللہ کے لئے ہو سکتے ہیں سب جائز ہیں۔ رسول کے بعد آپ کے خلفاء مراد ہیں اور ذی القربیٰ سے انہی خلفاء کے رشتہ دار۔ امام زین العابدین تو یتامیٰ و مساکین و ابن السبیل بھی اہلبیت ہی کے سمجھتے تھے۔

یوم الفرقان ہر نبی کا ایک یوم الفرقان ہوتا ہے حضرت نبی کریم کے لئے بدر حضرت مسیح موعود کے لئے مہوتسو کا جلسہ جمالی نشانوں میں اور لیکھرام کا واقعہ جلالی آیات میں

ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعاد یعنے اگر جنگ کا معاملہ تمہاری رائے پر چھوڑا جاتا تو تم بھی کہتے کہ ابھی سامان تیار نہیں ابھی ہم تھوڑے ہیں جیسے کہ ایک گروہ ہم میں سے کہتا ہے کہ ابھی وقت نہیں آیا جو یورپ میں حضرت صاحب کا نام لیا جائے اللہ تعالےٰ تو کفار پر حجت نیرہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ اگر پوری تیاری اور کافی افراد کے جمع ہونے پر جنگ کی جاتی تو اسمیں الٰہی نصرت صاف صاف کیونکر نظر آتی۔ اللہ نے یہی دکھایا کہ دیکھو تم کسقدر جاہ و جلال سے آئے مگر ہمنے بیکسوں بے وطنوں بے سامانوں کو تم پر فتح دی اور انہی کے ہاتھ سے تمہارے سرداروں کو ہلاک کروا کے تمہیں برباد کر دیا یہ نشان ہے صداقت کا۔

وَاِذْ یُرِیْکَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنَامِکَ قَلِیْلًا جب اللہ نے دکھایا تیرے خواب میں ان کفار کو تھوڑا۔ جو لوگ حضرت

صاحب کی بعض رؤیا مثلاً اس کشف پر جو ازالۂ اوہام میں درج ہے کہ آپ نے نصف قرآن کے ایک صفحہ پر انا انزلناہ قریبا من القادیان دیکھا۔ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ لکھا ہوا دکھاؤ یہ خواب جھوٹا ہے نبی کا خواب مطابق واقعہ ہونا چاہیئے وہ اس آیت میں غور کریں واقعہ یہ ہے کہ کفار ۹۵۰ ہیں اور مسلمان ۳۱۳۔ مگر رؤیا میں آنحضرت صلعم نے خلاف واقعہ دیکھا کہ کفار کم ہیں اہم زیادہ۔ لامحالہ تاویل کرنی پڑے گی اور ماننا پڑیگا کہ رؤیا اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں بعض معترضین نے گھبرا کر اسکا یہ جواب دیا ہے کہ ان کفار میں سے جو مسلمان ہونے والے تھے۔ ان کو مسلمان سمجھا گیا۔ باقی کے کفار دکھائے گئے اور وہ تھوڑے تھے ہم کہتے ہیں یہ بھی ایک تعبیر ہی ہے مطابق واقعہ تو نہیں اگر آئندہ مسلمان ہونے والوں کو پہلے مسلمان سمجھ لینا مطابق واقعہ بات ہے تو پھر جائز ہوگا کہ اگر کوئی ملہم صادق کسی کافر کو رؤیا میں مسلمان دیکھے تو اپنی یا کسی مسلمان لڑکی کا نکاح اس سے اسی حالت کفر میں جائز ہو کیونکہ تمہارے اصول کے مطابق رؤیا میں جس کافر کو مسلمان دیکھا جائے وہ مسلمان ہی ہے مگر ایسا نہ کرنا صاف بتاتا ہے کہ یہ بات مطابق واقعہ نہیں اصل میں بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو مقابلہ میں حقیر اور ذلیل بتانا چاہتا ہے اسے چھوٹا اور تھوڑا دکھاتا ہے۔ خواہ وہ زیادہ ہو اور جسے مقابلہ میں غلبہ دینا چاہتا ہے اسے زیادہ اور بڑا دکھاتا ہے خواہ کم ہو یہی حال یہاں ہے ان کفار کو نبی کریم کے رؤیا میں بہت کم دکھایا گیا یہ ایک پیشگوئی تھی کہ یہ کفار تمہارے مقابلہ میں ذلیل اور ہزیمت یاب اور ہلاک ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اسی لئے فرمایا ولو ارٰکھم کثیرا لفشلتم ولتنازعتم فی الامر ولکن اللہ سلّم۔ اگر نبی کریم کی رؤیا میں انکو بہت دکھایا جاتا تو اسکی تعبیر یہ ہوتی کہ تم شکست کھاؤ گے یہ مطلب نہیں کہ تمہارا دل قوی کرنے کے لئے جھوٹ موٹ تھوڑا دکھا دیا یہ تو ایک الزام ہی خدا تعالیٰ پر۔ مطلب یہ ہے کہ اسنے تھوڑا دکھایا جسکی تعبیر یہ تھی کہ وہ شکست کھائیں گے اگر خدانخواستہ تمنے شکست پانی ہوتی تو رؤیا میں وہ بہت دکھائی دیتے اور پھر البتہ تم کمزوری دکھاتے اور آپسمیں تنازعہ کرتے جس کا نتیجہ اختلاف ہوتا اور اختلاف کا نتیجہ شکست و ہزیمت ہیں اس معاملہ میں خود صاحب تجربہ ہوں۔

کامیابی کے گر

پارہ دس کے دوسرے رکوع میں کامیابی کے گر بتائے ہیں جو ہمارے مبلغین کو بالخصوص یاد رکھنے چاہئیں۔

ا۔ فاثبتوا۔ ایک تو دل میں یقین کامل ہونا چاہیئے کہ میں ہی بہرحال اپنے مدمقابل پر فتح پاؤنگا۔ اور غالب رہونگا۔ اس بات میں ذرا بھی دل میں خدشہ نہیں ہونا چاہیئے مگر یہ یقین خودپسندی اور غرور علم کثرت ساز و سامان کی بناء پر نہ ہو۔ بلکہ اسوجہ سے کہ یہ کام جو میں کرتا ہے اللہ کا کام ہے۔ وہ خود اپنے دین کی نصرت فرمائیگا اسی لئے ارشاد ہوتا ہے۔

دوسرا گُر واذکروا اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون۔ خدا تعالےٰ کو بہت یاد کرو۔ اسی کے حضور دعائیں کرو کہ وہ تمہاری خاص نصرت و تائید کرتا ہے۔

تیسرا گُر ایسے حالات میں اللہ کی خصوصیت سے عبادت اور فرمانبرداری میں لگجاؤ۔ اور جو احکام اسکے رسول کی معرفت ملیں اسپر کاربند ہوجاؤ اپنے اعمال کو درست بنالو تا خدا کا فضل ہمارے شامل حال ہو۔

چوتھا گُر یہ کہ آپس میں کبھی تنازع نہ کرو کیونکہ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تم کمزور ہوجاؤ گے۔ اور دشمن کو غلبہ کا موقعہ ملیگا۔ ہم میں سے ایک گروہ الگ ہوا۔ اور اس نے اس اصول کی ذرا پرواہ نہیں کی۔ بےحیائی یہانتک بڑھی ہے کہ آریوں عیسائیوں اور غیر احمدیوں کے اعتراضات جو ہم پر ہوں شوق سے اپنے اخبار میں چھاپتے ہیں۔ اور انکی تائید کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے یوں تھا کہ جس حصہ میں ہم سے اتفاق رکھتے تھے اسمیں ملکر کام کرتے۔ دیکھو غیر احمدی کہیں آریہ یا سکھوں یا عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں تو ہم تمام اخراجات اپنی گرہ سے برداشت کرکے بھی انکی مدد کرتے ہیں کیونکہ اسلام کی صداقت کا معاملہ ہے۔

پانچواں گُر اور خوب مضبوطی سے جمے رہو یہ نہیں کہ مشکلات پیش آنے پر گھبراؤ۔ اب ان پانچ باتوں کے مقابل (۱) عجب و غرور (۲) لوگوں کے دکھاوے (۳) اللہ کی راہ میں روک ہونے سے بچو۔ (۱۴ ستمبر ۱۹۱۴ء)

درس الحدیث

(از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح)

حدیث ابوالیمان

یہ ایک حدیث ہے جو بہت ہی معرکۃ الآرا ہے۔ عیسائی اس حدیث کو اپنی تصدیق کے

لئے پیش کر کے کہتے ہیں کہ دیکھو ہمارا مسیح ہی صرف مس شیطان سے محفوظ ہے باقی تمام نبیوں کو مس شیطان ہوا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث قرآن کریم کی تعلیم اور دیگر احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔ ہمنے انسان کو بہت ہی اعلیٰ درجہ کا پیدا کیا۔ اس حدیث میں ہے کہ ہر ایک انسان کو سوائے عیسیٰ کے پیدائش کے وقت شیطان مس کرتا ہے ادھر قرآن کریم کہتا ہے کہ انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا گیا۔ ہاں جو شریر ہوتے ہیں انکو پھر نیچے سے نیچے گرایا جاتا ہے مگر مومن کو نہیں گرایا جاتا۔ بلکہ اسکے نیچے گرنے اور مس شیطان کا وقت تو وہ ہے جب اسے عمل کرنے کی طاقت ہو۔

دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ مذہب اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن بعد میں اسکے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی وغیرہ بناتے ہیں۔ الغرض مس شیطان سے قرآن کریم و حدیث نے انسان کو مبرا ٹھہرایا ہے۔

اس حدیث میں بیان ہے کہ مریم کی ماں نے چونکہ مریم کے لیے دعا مانگی تھی اسلئے عیسےٰ محفوظ ہے۔ لیکن احادیث میں ارشاد ہے کہ ہر ایک مسلمان اپنی بیوی سے ملتے وقت اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا پڑھے تو کیا ایک عورت کے اپنی لڑکی کے لئے دعا کرنے سے اگر اس لڑکی کی اولاد مس شیطان سے بچ جاتی ہے تو مومن جو بذات خود اپنی اولاد کے لئے دعا کرتا ہے تو اسکی اولاد مس شیطان سے نہیں بچ سکتی؟

میرا یہ خیال ہے کہ ابوہریرہ رضؓ کی طرف چونکہ عیسائی کثرت سے رہتے تھے اسلئے ان کو ان کے خیالات کا اثر پڑا۔ اور اسکی وجہ سے انہوں نے اس حدیث کو بھی اسکی طرف منسوب کر دیا حدیث کے آخر میں آتا ہے بقول ابوہریرۃ والی اعیذ بک وذریتہا من الشیطن الرجیم۔ یہ انکا اپنا ہی قول ہے حضرت ابن عباس کی روایات میں بھی جو تفاسیر میں بیان ہیں یہود کے بہت سے واقعات ہیں۔ ان کے یہود بہت سے واقف تھے معلوم ہوتا ہے جب کبھی کوئی اشارہ ایسا ہوتا تو ان سے واقعہ دریافت فرمائے تو وہ غلط جیسا ہوتا بیان کر دیتے یہ ابوہریرہ نے اپنی طرف سے حدیث میں دخل دیا ہے۔

۳۹ مجھے ایک دفعہ رؤیا میں دکھلایا گیا کہ بخاری میں جھوٹی حدیث کوئی نہیں ہے مگر انسا البیس احادیث ایسی ہیں جن کے ظاہر لفظ اور ہیں اور معانی ان کے اور ہیں۔ اسلئے میں اس حدیث کو وضعی تو قرار نہیں دیتا ہوں (ضیاء الاسلام پریس قادیان)

ایک مباحثہ

جو بنگہ میں ہوا

پادری کے اعتراضات توحید اسلام پر

اور

اُن کا جواب

پادری صاحب کی تقریر۔ ہماری عقول ناقص ہیں اسلئے ہم بکمال تصریح و تشریح سے اس مسئلہ تثلیث کو بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ ذات واحد میں تین اقنوم ہیں۔ ذات واحد میں تکثر۔ ایسا کہ تکثر حقیقی بر وقت بلکہ بر آن قائم مگر وحدت بھی حقیقی نہ کہ اعتباری مگر ایسا نہیں کہ واحد میں تعدد اشخاص بلکہ تعدد اقانیم کیونکہ علماء نے تسلیم کیا ہے اس امر کو کہ کثرت سے آغاز ہوا۔ یونانی اسکے قائل تھے اور اس طرح کہ ازل میں ہستیاں تھیں۔

مگر بخلاف اسکے جو خدا کو مجرد واحد تسلیم کرنے والے ہیں ان سے سوال ہے کہ واحد مطلق کیا چیز ہے؟ کون چیز دنیا میں واحد مطلق ہے تو پھر بتایا جائے کہ تعدد کا علم خدا تعالیٰ کی ذات میں تھا یا کہ نہیں؟ اگر تھا تو ذاتی یا حضوری یا صفاتی ہوگا۔ اگر صفاتی علم تھا تو تعدد لازم آئیگا پھر علاوہ اسکے مختلف معلومات ثابت کرتی ہیں کہ خدا کی ذات میں تعدد ضرور ہو۔ ذات باری تعالیٰ کا مفہوم جزئی ہے یا کلی اگر جزئی تو تعدد لازم آئیگا کیونکہ جز کل کے ماتحت ہوگا پھر علاوہ اس کے جائے غور ہے کہ مخلوق میں تعدد پایا جاتا ہے اسلئے ثابت ہوا کہ خدا میں بھی تعدد ہے کیونکہ اگر تعدد نہ ہو تو پھر خدا کامل نہیں۔ کیونکہ ایک چیز ضد میں تو پائی نہیں جاتی مگر مخلوق میں پائی جاتی ہے۔

پھر علاوہ ازیں عدد کی روح وحدت عددی مانیں تو عدد کا کمال نہیں اور وہ اس طرح کہ مثلاً ایک خدا = ۱ کے عدد کے ہے تو عدد ایک کا شروع ہے۔ دوسرے اعداد سے کمتر۔ لیکن خدا ایسا نہیں۔

کلام اللہ سے بھی تثلیث ثابت ہے مثلاً خدا کلام ہے خدا روح ہے خدا باپ ہے۔ اور یہ امر یاد رہے کہ کلام اور روح القدس صفت نہیں بلکہ اقنوم اور حیثیات ہیں تعدد ہے۔ ایک سے دوسری ممتاز پھر اگر بطور تنزل تسلیم کر لیا جائے کہ خدا واحد مطلق ہے تو اسکی مثال دنیا و مافیہا میں موجود نہیں۔ پھر کس طرح تسلیم کریں آخر میں یہ کہے بغیر میں نہیں رہ سکتا کہ یہ مسئلہ مشکل

ضرور ہے اسکا سمجھنا اور سمجھانا نہایت محال ہے۔ فقط

جواب۔ معزز حاضرین! آپنے پادری صاحب کی تقریر سُنی بیشک جیساکہ وہ خود مقر ہیں مسئلہ تثلیث کی نہ کوئی تشریح کرسکتا ہے نہ کوئی سمجھ سکتا ہے لہٰذا میں خوب جانتا ہوں کہ آپنے اس تقریر کو بالکل نہیں سمجھا کیونکہ اول تو یہ مسئلہ ہی ایسا ہے دوم۔ اسکی معمولی تشریح جو پادری صاحب نے بیان کی اپنے رنگ میں ایک دوسری تثلیث ہے

اب مجھے دو کام کرنے پڑے اول یہ کہ صاف اور عام فہم الفاظ میں مسئلہ تثلیث کی مسیحی نقطہ خیال سے تشریح اور مابعد پادری صاحب کی تقریری تثلیث کی تردید۔

پس واضح ہو کہ اہل تثلیث کا عقیدہ ہے کہ تثلیث میں خدائے واحد کی اور توحید میں تثلیث کی پرستش کرنی چاہیے۔ تثلیث کے ثلاثہ اقانیم کو مخلوط نہ کرنا چاہیے اور ثلاثہ اقانیم باپ بیٹا روح القدس ہیں ان میں کا ہر یک ہر دوسرے کے مساوی الوہیت میں ہے اور ہر یک اقنوم جداگانہ خدا اور خداوند ہے"

پس ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ یہ ثلاثہ اقانیم جو ہر ایک جداگانہ خدا ہے کسی نامعلوم علم کی رُو سے ان ہر سہ کا مجموعہ ایک خدا ہے لہٰذا اسی گتھی کو پادری صاحب نے سلجھانا چاہا تھا مگر میں ادب سے التماس کرتا ہوں۔ جیسی صورت میں تمام فلاسفر سنا گئے کہ تثلیث کے مسئلہ کو عقلی طور پر ثابت کرنا قطعی محال ہے۔ تمام مسیحی علماء جانتے اور مانتے ہیں کہ مسئلہ تثلیث چونکہ کتاب مقدس تعلیم کرتی ہے اسلئے ایمانی رنگ میں اسکا اقرار نہایت ضروری ہے مگر عقلی رنگ میں اس کو ثابت کرنا ناممکن محض ہے اسی لئے چاہیے تو یہ تھا کہ وہ بھی اس پر عمل کرتے اور کتاب مقدس سے ثبوت پیش کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اسکی مصلحت وہ جانتے ہیں مگر میں اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ مجھے بہت افسوس ہے آپنے چھوٹتے ہی شرایط مباحثہ کے خلاف کیا کتاب مقدس سے آپنے کوئی دعویٰ نہیں کیا نہ ہی کتاب مقدس سے کوئی دلیل پیش کی۔

. . . .

پس میں آپ سے کہتا ہوں آپ خود خیال کریں کہ کہاں تک آپ حق پر ہیں کیا اپنی تقریر میں آپنے بائبل کی کسی آیت کا حوالہ دیا۔ ہرگز نہیں مگر میں بتاتا ہوں کہ جو کچھ آپنے بیان کیا۔ کتاب مقدس کے بالکل مخالف ہے کیونکہ مقدس کتاب میں نہ تو تثلیث کا لفظ آیا ہے نہ اقانیم اقانیم کی یگانگت نہ خدائے بیٹا۔ خدائے روح القدس" وغیرہ

میرا دعویٰ ہے کہ خدا جو واحد ہے تمام کتب مقدسہ توحید سکھلاتی ہیں۔ عہد جدید اپنی

موجودہ صورت میں بھی توحید کی تعلیم پیش کرتا ہے۔ پس میں اپنے اس عقیدہ توحید کو بائبل کے الفاظ میں بھی پیش کرتا ہوں آپ بھی ذرا ایسا کر کے دکھیو میرا عقیدہ یہ ہے "خداوند تیرا خدا ایک خداوند ہے کوئی خدا نہیں مگر ایک ہمارا ایک خدا ہے یعنے باپ جس کو اکیلا سچا خدا جانیں"۔

اور یہ جو آپ نے کہا ذات واحد میں تین اقنوم ہیں۔ ذات واحد میں تکثر" یہ بائبل میں لکھا ہے ہرگز نہیں پھر یہ دعوے آپ نے کہاں سے لیکر کیا "ذات واحد میں تین اقنوم ہیں" آپکو چاہئے تھا کہ اقنوم کی تشریح معہ لغوی و اصطلاحی معانی کے بیان فرماتے۔ تاکہ لوگونکو معلوم ہوتا۔ اقنوم کسے کہتے ہیں مگر آپ نے ایسا نہیں کیا میں بتلاؤں تشریح تثلیث مصنفہ ریونڈر ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب ایم اے صفحہ ۷۰ پر صاحب دقار مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ "اقنوم و شخص کا اطلاق ایسی ذات پر ہوتا ہے جو کہ فاعل بالارادہ ہو۔ اور اسکے واسطے شخصی وقوف اور عقل اور خودمختاری ضرور ہے شخص وہ ہے جو کہہ سکے کہ "میں" اور "تو" اور "وہ" اور "مجھے" اور "میرا" اور "اپنا" یعنے جو گفتگو فہم کے متعلق ہے اسکے واسطے ضمائر شخصی کا استعمال ضرور ہے یعنے ایسے کلمات یا ضمائر کا استعمال مستلزم شخصیت اور فعل ارادی کا ہے"۔

پادری صاحب موصوف کی تشریح اقنوم سے صاف ثابت ہے کہ اقنوم ہر ایک ایک جداگانہ تشخص رکھتا ہے اور اگر آپکو مسیحیت کے علوم سے کچھ واقفیت ہوگی تو خود معلوم ہوگا کہ اقنوم سے مراد ایک شخص یا شخصی ہستی ہے جیسا کہ تمام کتب تفاسیر سے ثابت ہے اور خود آپ نے بھی اپنی تقریر "ازل میں متعدد ہستیاں شخص" کہکر اس امر کو تسلیم کیا ہے یا آپکو سمجھانے کے لئے میں اس امر کو یوں واضح کرونگا کہ دعائے عام "لتانیہ" میں ہر یک اقنوم کو جداگانہ خطاب "خدا" ہے اور یوں لکھا ہے "اے مقدس اور مبارک اور عالیشان تینوں جو ایک تثلیث ہو یعنے تین شخص اور ایک خدا ہم پریشان اور گنہگاروں پر رحم کر" اور معلوم ہو کہ جسمانیت شخصیت کے واسطے لازم جاننا صحیح نہیں کیونکہ تشخص وجود سے جدا نہیں ہوتا شے موجود مادی ہو یا مجرد اور تعدد وجود کا مستلزم تعدد تشخص کو ہے پس ان تمام امور سے ثابت ہوا کہ تین اقانیم کے وجود کا قائل ہونا تین اشخاص کا قائل ہونا ہے اور اس صورت میں قائل تثلیث کا شرک میں گرفتار ہے اور یہی مروجہ تثلیث ہے جس کو عقائد کی رو سے تسلیم کیا جاتا ہے اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ "ذات واحد میں تکثر ایسا کہ تکثر حقیقی ہر وقت بلکہ ہر آن قائم ہے مگر وحدت بھی حقیقی ہے نہ کہ اعتباری"۔ اسکے جواب میں واضح ہو کہ یہ متضاد بیان آپکا غلط ہے۔ کیونکہ یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ کثرت حقیقی اور وحدت حقیقی کا اجتماع قطعاً

محال ہے۔ مگر آپ نے تسلیم کیا ہے کہ "کثرت بھی حقیقی اور وحدت بھی حقیقی ہر آن بلکہ ہر وقت موجود"۔ پادری صاحب! بیشک آپ کو ایسا ہی کہنا چاہیئے تھا۔ پادری ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب اور نیز دیگر علماء اہل تثلیث نے یہی لکھا ہے بلکہ مثال کے طور پر ان لوگوں نے یوں لکھا ہے "جیسا کہ ایک ہندسہ باوجودیکہ ایک ہے مگر اسی میں طول عرض و عمق و مقدار بھی موجود ہے یا ایک درخت کہ اسمیں باوجود کثرت بھی موجود۔ یا شربت باوجود وحدت کے کئی اشیاء سے مرکب ہے"۔ مگر پادری صاحب یہ تمام مثالیں صحیح نہیں کیونکہ یہ خیال صرف وحدت حقیقی اور وحدت اعتباری میں فرق نہ جاننے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ ان مثالوں میں کثرت حقیقی اور وحدت اعتباری پائی جاتی ہے نہ کہ وحدت حقیقی۔ اب آپ غور کریں کہ تثلیث فی التوحید کے مسئلہ میں یا تو تثلیث اور وحدت ہر دو اعتباری ہونگے یا تثلیث حقیقی اور وحدت اعتباری اور یا تثلیث اعتباری اور وحدت حقیقی یا تثلیث اور وحدت دونوں حقیقی۔ شق اول و ثالث تو باطل ہے کیونکہ تین وجود ثابت ہیں۔ اور شق ثانی بھی قطعاً باطل ہے یعنے تثلیث حقیقی اور وحدت اعتباری۔ کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا واحد حقیقی نہیں کیونکہ مرکب حقیقی اور اعتباری سے اعتباری ہوگا۔ بلکہ واحد اعتباری اور علاوہ اسکے اگر وحدت اعتباری مانی جاوے تو ایسی وحدت اور اعداد میں بھی موجود ہوتی ہے پھر کیونکر تثلیث ہی ہے مگر تربیع اور تخمیس وغیرہ نہیں اور شق رابع بھی باطل ہے کیونکہ کثرت حقیقی اور وحدت اعتباری کا یکجا مجتمع ہونا بنزدیک ہمہ علماء قطعی محالات سے ہے۔

---

۵ مینے پادری صاحب کو سمجھایا تہا کہ متی ۳ کی رو سے تثلیث میں دو اقانیم کثیف یعنے محدود و محسوس اور مرئی ثابت ہیں کیونکہ اول مسیح کا وجود خاکی محدود اور محسوس دوم روح القدس کا بشکل کبوتر نازل ہونا اور مرئی ہونا بھی مسلم ہے (تفسیر متی ۳ مصنفہ پادری عماد الدین صاحب کہ خدا کی روح جو مسیح پر نازل ہوئی وہ جسم کی صورت میں اتری۔ منتوانزی لوقا ۳ تا کہ یوحنا کو بھی دکھائی دیتے"۔ اب دو وجود محدود و محسوس اور مرئی ثابت۔ سوم۔ آسمان پر سے آواز دینے والا اور مسیح یسوع کو "پیارا بیٹا" کا خطاب دینے والا۔ اور اب یہ امر علماء کے نزدیک مسلمہ ہے کہ دو کثافتیں یکجا جمع ہو کر ایک وجود نہیں ہو سکتیں۔ یعنے دو کثافتوں کا یکجا جمع ہو کر متحد فی الوجود ہونا محال عادی ہے اور پھر آن واحد ایک وقت میں ثلاثہ وجود کا الگ الگ ہونا ثابت ہو گیا۔ اور اب ان کا اجتماع محال

اور پھر یہ جو آپنے کہا ہے کہ "وہ مگر ایسا نہیں کہ واحد میں تعدد اشخاص بلکہ تعدد اقانیم" یہ آپ کی بظاہر مغالطہ دہی سبب ہے یا معاف رکھیں بے علمی۔ خود علمائے مسیحیت نے تسلیم کر لیا ہے کہ اقنوم سے مراد شخص ہے۔ جیسا کہ تشریح التثلیث کی رُو سے مینے آپکو بتایا اور ثابت کیا۔ آپنے اپنے زعم میں جسمانیت شخصیت کے واسطے لازم خیال کی ہے مگر میں اسکی تردید کر چکا ہوں۔ اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ "کیونکہ علمار نے تسلیم کیا ہے اس امر کو کہ کثرت سے آغاز ہوا۔ یونانی اسکے قائل تھے اور اس طرح کہ ازل میں متعدد ہستیاں تھیں"۔

یہ "کیونکہ" اور "اسلئے" کہکر آپ پیچھا نہیں چھڑا سکتے کیونکہ "آپ کے یونانی علمار دیوتاؤں کے بھی قائل تھے۔ خدا کے بھی منکر تھے اور آپکے یونانی علمار خدا کی شان رزاقی کے بھی منکر تھے اور انہیں کے فلسفہ کی تردید مقدس پولوس اپنے خط بنام اہل کرنتھس ۱ باب ۲۲ میں فرماتے ہیں۔ اور انہی کے فلسفہ کی تردید جو اسوقت افسس وغیرہ میں زور شور سے رائج تھا مقدس یوحنا نے اپنی انجیل ۱ باب ۱ تا ۱۸ تک میں کی ہے پس "اسلئے" یہ دلیل آپکی مردود ہے اور علمار "ایکو دیو تہ مپورتی" بھی تسلیم کرتے تھے۔ جاپان میں علمار بدھ اپنے بڑے خدا بدھ کو تین سروالی مورت کے ساتھ پوجتے تھے اور اسے "سن پاؤ فوہ" کہتے تھے۔ مصر میں علمار ماتا دیوی کو جن کی گود میں بچہ تھا پوجتے تھے۔ یونانی اور ہندی علمار کے دیوتا کی کثرت منشی تقدیر کے سوا کون جانتا ہے تبت کے لاما لوگوں کے الفاظ "کانگس اومپاکس" بھی علمار ہی کہتے تھے۔ اور اب یہ تمام "اس طرح" پر کیونکر میں آپ کو بتاؤں۔ آپ ایک علمی نکتہ سیکھ لیں کہ یہ تثلیث کا لفظ عام طور پر کیوں مختلف اقوام میں رائج تھا تو اسکے جواب میں جاننا چاہئے کہ دنیا کی تمام بت پرست اقوام میں ثلاثہ کا عقیدہ بھی ایک طرح عالمگیر رہا ہے۔ بت پرستی اسکے ساتھ ساتھ چلی آئی ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ پہلے تو لوگ اسقدر گمراہ ہوئے کہ انہوں نے بجائے ایک کے ہزارہا خداؤں کو جو ایک دوسرے کے دشمن سمجھے جاتے۔ ماننا شروع کیا۔ مگر مابعد یہ ترقی کی کہ ان مخالف خداؤں کے درمیان میل قائم کرنا چاہا اور چونکہ اکثر زبانوں میں عدد تین سے جمع کا صیغہ شروع ہوتا ہے۔ تین مان کر ان تینوں کو ایک کہدیا۔ گویا تمام آلہوں کو ایک دوسرے کا دوست بنا دیا۔

اور یہ جو آپنے فرمادیا۔ کہ وہ جو خدا کو مجرد واحد تسلیم کرتے ہیں ان سے پوچھا جاوے الخ یہ سوال آپ یسوع مسیح سے کریں کیونکہ وہ فرماتا ہے ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا جانیں یوحنا ۱۷ باب ۳ پھر مقدس پولوس سے رجوع کریں وہ فرماتا ہے "ہمارا ایک خدا ہے۔

جوباپ ہے نمبر اکرہ خدا ایک ہی نمبر انمط ٹھہ لیس آپ مسیح علیہ السلام اور مقدس رسول سے پوچھیں واحد مطلق کیا چیز ہے؟ یا آپ ان بزرگان کے اقوال سے ثابت کریں کہ "تثلیث فی التوحید" صحیح ہے۔

اور واحد مطلق یہ ہے کہ خدا ایک ہے ہمیشہ اور لاشریک ہے وہی پاک ہستی قابل عبادت ہے جو آپ نے سمجھے ہوں فرما دیویں اور کیا آپ کو معلوم ہیں پنجاب کے سرآمدہ علماء ڈاکٹر ہنری مارٹن صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ "مناسب ہے کہ خدا کی ذات پاک مخلوق کی سمجھ میں نہ آوے خدا تعالے جو ہے ذات ہی ذات ہے اور اگر اسکی ذات پاک کو ہم سمجھ جائیں تو پرے کیا رہا۔ ہم اسکے مساوی نہ ہوگئے اسلیئے میں سمجھوی وحدانیت کا قائل نہیں ہوسکتا جو بچہ بھی سمجھ سکتا ہے" (جنگ مقدس ص۹۹)

اب آپ بے امید ہے سمجھ گئے ہونگے اور یہ جو آپ نے کہا۔ "تعدد کا علم خدا تعالے کو ازل میں تھا یا کہ نہیں؟ اگر تھا تو ذاتی یا حضوری یا صفاتی ہوگا اگر صفاتی علم تھا تو تعدد لازم آئیگا"۔

افسوس آپ نے صرف "تعدد لازم آئیگا" سنا دیا مگر یہ نہ بتایا کہ کیوں لازم آوے گا۔ اسکی وجہ اسکا سبب۔ حضرت اسکی علت؟ نامعلوم۔

اب آپ کو معلوم ہو کہ خدا کا علم تعدد صفاتی ہے علم مطلق کے ماتحت داخل ہے اور صفات الٰہیہ باریتعالی کی فصل یا جنس غرضیکہ اسکی حد نہیں ہے اور ثبوت حد سے ترکیب مستلزم ہی اور یہ مسلم ہے کہ خدا کی حد نہیں کیونکہ علم بذاتیات خدا کا محال ہے البتہ بالعوارض وصفات ہوسکتا ہے مثلاً ہمنے جو ذات باری کو اسکی صفات کے ذریعے معلوم کیا ہے جیساکہ متفق علیہ ہے انہیں صفات میں سے ایک صفت علم بالتعدد ہے پس علم مطلق صفات کے ثبوت سے خدا تعالے کی ذات میں تعدد لازم نہیں آتا تو علم بالتعدد جو کہ اخص ہے۔ اعم پر ہی مقیس ہوگا۔

اور یہ جو آپ نے کہدیا۔ "مختلف معلولات ثابت کرتی ہیں کہ خدا کی ذات میں تعدد ضرور ہے" بالکل غلط ہے آپ اسکو واضح کرتے تو خود ہی تردید ہوجاتی۔ اب میں آپ کو سمجھا دوں۔ خدا تعالے کی واحد ذات کا اعتقاد ہر یک قوم میں پایا جاتا ہے یہ ایک تواتر ہے جس کو صحیح ماننا عاقل کا کام ہے۔

دوم۔ وحدت فی الارادت اور وحدت نظم ترکیب اعضائے انسانی وحیوانی صاف ظاہر کرتی ہیں کہ حیوان وانسان کی اصل فقط ایک ہی علت سے ہے مختلف اسباب کا نتیجہ نہیں پھر جب ہم ستاروں کے آسمان پر اور بے غایت وسعت میں غیر محدود جہانوں پر نظر ڈالتے ہیں

اور ان میں کے بعض کی حرکات اور بعض کی سکنات پر نظر غائر انہ سے سوچتے ہیں اور موالید ثلاثہ اور تشریح البدن پر غور کرتے ہیں تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ فقط ایک ہی علت کا نتیجہ نہیں۔ جو دانا اور حکیم ہے لیکن آپ کو اختیار ہے کہ آپ ہر ایک جداگانہ نوع و قسم کا جداگانہ خدا یا علت تسلیم کر کے خداؤں کی جماعت میں اضافہ در اضافہ فرماتے رہیں۔

پھر آپ نے جو یہ کہا کہ "ذات الہی کا مفہوم جزئی ہے یا کلی اگر جزئی تو تعدد لازم۔ کیونکہ جزو کل کے ماتحت ہوگا"

آپ نے اسکی تشریح نہیں کی کہ کونسا "جزو" "کل" مراد ہے یہ امر ثابت کرتا ہے کہ آپ فصاحت و بلاغت کے علم سے قطعی ناواقف ہیں۔

اب آپ کو معلوم ہو کہ جزئی مفہوم باریتعالے کا نہیں ہوسکتا کیونکہ من حیث التصور اسمیں کثرت ہے لاکن بلحاظ وقوع امتناع الغیر ہے جیسا کہ دلائل قطعیہ علم فلسفہ اسپر شاہد ہیں مفہوم واجب کی کلیۃ صرف من حیث التصور ہے من حیث الوقوع امتناع غیر پر اتفاق ہے۔

پادری صاحب ۔معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آپ کلی کی نسبت خوب نہیں جانتے۔ کہ خدا پر یہ الفاظ کیسے اور کیونکر صادق آتے ہیں آپ صرف یاد کیا کریں "کلی جنس کلی نوع۔ کلی فصل۔ ثلاثہ ذاتیات۔ اس سے تثلیث ثابت۔ کلی خاصہ۔ کلی عرض عام عرضیات اس سے تثنیہ ثابت۔

اور یہ جو آپ نے کہا "پھر علاوہ اسکے جائے غور ہے کہ مخلوق میں تعدد پایا جاتا ہے اسلئے ثابت ہوا کہ خدا میں بھی تعدد ہے کیونکہ اگر تعدد نہ ہو تو پھر خدا کامل نہیں ہے کیونکہ ایک چیز مخلوق میں تو پائی جاتی ہے مگر خدا میں پائی نہیں جاتی"۔

اسکے جواب میں واضح ہو کہ اگر یہی منطق ہے یا فلسفہ اسی کا نام ہے یا آپ مدرسہ علم الٰہیات میں یہی پڑھتے ہیں تو بس صاحب میں ہارا۔ آپ جیتے۔ آپ پہلے یہ تو بتائیں تعدد اچھی چیز ہے یا بُری؟ غالباً آپ تعدد کی صفت کو اچھا کہینگے تو پھر تثلیث ہی کیوں تسلیم کریں۔ غیر متناہی سلسلہ کیوں نہ روا رکھا جائے۔ اور اگر وہ ساری اختیار ذاتی اور صفاتی جو مخلوقات میں پائی جاتی ہیں۔ تمام کا خدا تعالیٰ کی ذات میں ہونا ضروری ہے تو ابھی آپ کہدیں گے کہ خدا تو کھاتا نہیں انسان کھاتا ہے اسلئے خدا کامل نہیں۔ کیونکہ ایک چیز مخلوق میں تو پائی

جاتی ہے مگر خالق میں نہیں پائی جاتی" میں اس دلیل کو نہ سنونگا اسکا جواب صرف یہ دونگا کہ بس ہو چکی نماز مصلا اٹھائیے۔ پادری صاحب شاید آپ اپنا ترکش خالی کر چکے ایسے دلائل اگر نہ پیش کرتے تو اچھا ہوتا۔ مخلوق میں تعدد کیوں ہے؟ آپ سوچیں کیا اسی لیے کہ اسی طرح خدا میں تعدد کا ہونا ضروری ہے اور پھر یہ جو آپنے کہا ہے کہ "عدد کی روح وحدت عددی مانیں تو عدد کا کمال نہیں اور وہ اس طرح پر کہ مثلاً ایک خدا برابر ایک کے عدد کے ہے تو عدد ایک کا شروع ہے دوسرے اعداد سے کمتر لیکن خدا ایسا نہیں ہے"

افسوس! اب اس کا کیا جواب دیا جاوے سنیئے! میں کہتا ہوں تین کا عدد پانچ سے کمتر ہے اسی طرح پانچ کا سات سے۔ آپ اعداد پر غیر متناہی سلسلہ شروع کرو کتنے خدا ہونگے اور اگر کہو کہ کتاب مقدس میں تثلیث ہے نہ کہ تربیع تو یہ غلط ہے کتاب مقدس میں ہرگز تثلیث نہیں۔ ورنہ ثبوت دو۔ اور یہ بھی آپ بتا دیں کہ تین کے عدد کے مقابل چھ کے عدد کا کمال ہے یا کہ نہیں؟ پادری صاحب آپ ایسی باتیں پیش نہ کریں مجھے ان باتوں سے نفرت ہے میں پھر ان کا جواب نہ دونگا۔ اور یہ جو آپنے کہا "کلام اللہ سے بھی تثلیث ثابت ہے کہ مثلاً خدا کلام ہے خدا روح ہے خدا باپ ہے" اسکا جواب صرف یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے کلام اللہ سے توحید ثابت ہے۔ تثلیث نہیں ورنہ ثبوت پیش کریں۔

اور یہ جو آپنے کہا "یہ امر یاد رہے کلام اور روح القدس صفت نہیں بلکہ اقنوم کی حیثیات میں تعدد ہے۔ ایک شے دوسری سے ممتاز"

اسکے جواب میں عرض ہے کہ سب غلط ہے ورنہ ثبوت پیش کرتے۔ میں کہتا ہوں آپنے اس نازک اور ادق مسئلہ کو کبھی سمجھا ہی نہیں پھر خواہ مخواہ دخل نہ دیں آپ کو مسیحیت کا علم نہیں اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ اقنوم ہیں تو اقنوم سے مراد شخص ہے تو پھر ثلاثہ اشخاص کا مجموعہ ایک کس طرح ہو سکتا ہے ذرا یہ تشریح سمجھاویں۔

رہا یہ کہنا "ایک سے دوسری ممتاز" آپ فرماویں امتیاز اچھی صفت میں ہے یا بری میں اگر اچھی صفت میں ہو تو ایک میں ایک اچھی یا اعلیٰ صفت ہے باقی میں نہیں۔ اور باقی ناقص ثابت ہوئے اور اگر بدی والی صفت ما بہ الامتیاز ہے تو یہ الوہیت کا نقص ہے آپ جواب دیویں اور نیز جبکہ ثلاثہ اقانیم میں سے ایک دوسرے سے ممیز ہے تو ایک نہ ہوا پورے جداگانہ تین ہوئے اور یہ جو آپنے کہا کہ "واحد مطلق کی کوئی مثال دنیا میں نہیں" یہ صحیح ہے

ہاں بھائی اسکی مثال نہیں اگر اسکی مثل کوئی دوسری ہستی ہوتی تو وہ بھی خدا ہوتی۔ اور یہ جو آخر میں آپنے کہا "کہ یہ کہے بغیر میں نہیں رہ سکتا کہ یہ مسئلہ مشکل ضرور ہے اسکا سمجھنا سمجھانا محال ہے"

عرض یہ ہے کہ آپ نے سچ کہا ہے لیکن پھر تقریر کرکے موت کی سردردی اور تضیع اوقات کی کیا ضرورت ہے آخر میں اب آپکے سامنے میرے چند مطالبات ہیں۔

پہلا مطالبہ میرا یہ ہے عہد جدید کے ان مقامات میں جو میں پیش کرتا ہوں خالص توحید کا ذکر ہے۔ اب پادری صاحب ان کی تفسیر کریں اور تثلیث کے حوالجات ان کے مقابل پیش کریں پادری صاحب لکھ لیں (اسپر مسٹر ایم اے جوز ہیڈ ٹیلیگراف ایڈیٹر اخبار سی ای پنجاب یونین کپورتھلہ نے یہ تمام حوالجات لکھ لئے کیونکہ مسٹر موصوف منشی عبدالحق صاحب کے معاون تھے) متی ۲۲/۲۵ و ۱۳/۳۲ و ۱۱/۲۹-۲۸ مرقس ۱۲/۲۵ و ۲۳/۲۳ و ۱/۴۴ و ۲۷/۲۹ و ۱۹/۱۶-۱۷ و ۲/۲۲و۳۰ یوحنا ۱۷/۳ و ۲/۱۲ و ۱ تمط ۲/۵۔ پادری صاحب انصاف کیجئے اور آپ بھی ایک ہی حوالہ کم از کم تثلیث کا پیش کریں۔

دوسرا مطالبہ میرا یہ ہے کہ مسیح نے کبھی اپنی الوہیت کا اقرار نہیں کیا جس طرح کہ باپ کی الوہیت کا اقبال مع تشریح کرتا رہا۔ مگر برخلاف اسکے اپنے آپکو انسان اور آدمی کہا۔ دیکھو نمونہ کے طور پر یوحنا ۸/۴۰ و متی ۸/۲۰

(ب) اسی طرح مسیح کے حواری بھی اسے خدا نہیں کہتے بلکہ ایک مرد اور ایک آدمی بتلاتے ہیں نمونہ کے طور پر دیکھو۔ اعمال ۲/۲۲ "یسوع ناصری ایک مرد تھا" پھر اعمال ۱۷/۳۱ و ۲/۲۲ "خدا دنیا کی عدالت کریگا اس آدمی کی معرفت جسنے اسنے مقرر کیا اور مردوں میں سے اٹھایا" پھر روم ۵/۱۵ "وہ ایک ہی آدمی یعنے یسوع مسیح کے وسیلے سے فضل ہے" پھر ۱ تمط ۲/۵ "خدا اور آدمیوں کے درمیان بھی ایک آدمی ہے"۔

پس جبکہ مسیح خود اپنے آپکو الوہیت منسوب نہیں کرتا اور خدا نہیں کہتا اور نہ حواری مسیح کے اسکو خدا کہتے بلکہ ایک آدمی بتلاتے ہیں۔ تو آپ وکالت کرنے والے کون ہیں؟

تیسرا مطالبہ میرا یہ ہے کہ یہ جو آپ منطق سناتے ہیں جسے میں نے غلط ثابت کیا اب اسکے مقابل میرا الہامی منطق سنئے اور جواب دیجئے۔

دلیل اوّل "کوئی خدا نہیں مگر ایک کرنتھی ۱ ۸" کہ ایک خدا ہے جو باپ ہے یوحنا ۱۷/۳

پس جتنے باپ ہے کوئی خدا نہیں ہے مگر مسیح باپ نہیں کلیسیا کا مسلمہ مسئلہ

(مسیح خدا نہیں)

دلیل دہم ۔ تب یسوع روح کے وسیلے بیابان میں لایا گیا ⎫ ہمارا سردار کاہن مسیح ساری باتوں میں
تاکہ شیطان سے آزمایا جائے ۔ متی ۴ ⎭ ہماری مانند آزمایا گیا عبرا ۴

خدا برائی سے آزمایا نہیں جاتا یعقوب ۱ ⎬ مگر مسیح آزمایا گیا

مسیح خدا نہیں

پادری صاحب! ذرا آپ ان دلائل کی تردید زبالائے طاق ذرا چھو کر دکھا دیں ۔

اب میں اپنے دوسرے منطقی دلائل پیش کرتا ہوں جو تثلیث کی تردید کرتے ہیں

چوتھا مطالبہ ۔ اول آپکا مسلمہ عقیدہ ہے کہ ثلاثہ اقانیم میں تثلیث اور امتیاز حقیقی ہے اثناسیس اور پھر وحدت بھی حقیقی ہے اثناسیس یعنے آپکے نزدیک ایک چیز تین بھی حقیقتاً ہے اور ایک بھی حقیقتاً اور یہ بدیہی البطلان ہے ۔

دوم ۔ ایک کا پورا ثلث نہیں نکل سکتا اور تین کا ایک پورا ثلث ہے

سوم ۔ تین حقیقی تین احاد کے مجموعہ سے عبارت ہے اور ایک حقیقی کسی احاد کا مجموعہ نہیں

چہارم ۔ ایک جز تین کا ہے پس اگر ایک حقیقتاً عین تین کا ہو تو جز کل ہو جائیگا ۔ اور اگر تین ایک کا عین ہو تو کل جز بنجائیگا اور یہ صریح البطلان ہے ۔

پنجم ۔ لازم آتا ہے کہ خدا تعالے اجزا غیر متناہی بالفعل سے مرکب ہو کیونکہ جب جز کی حقیقت کل کی حقیقت ٹھہری اور کل مرکب تھا تو چاہئے کہ جز بھی مرکب ہو ایسے جز سے کہ وہ اسکا عین ہو اور پھر وہ بھی مرکب ہو اور اسی طرح غایت آخر تک اور مرکب ہونا کسی چیز کا اجزا غیر متناہی بالفعل سے باطل ہے ۔

ششم ۔ جب ایک ثلث تین کا ہے اگر تین عین ایک ہو تو لازم آتا ہے کہ ایک اپنے ہی نفس کا ثلث ہو ۔ اور یہ قطعی محال ہے ۔

ہفتم ۔ منشی عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ اقنوم ثانی و اقنوم ثالث مثل اقنوم اول کے موجود ہے یا کہ نہیں ۔ اگر جواب منفی میں فرما دیں تو تثلیث ہی نہ رہی ۔ اور ان دو اقانیم کی مساوات اقنوم اول کے ساتھ درجہ موجودیت میں بھی کہ پہلا مرحلہ ہر چیز کے کمال کا ہے ثابت نہ ہوئی چہ جائیکہ دیگر صفات کمالیہ کا خیال تک بھی آجاوے . . . .

. . . .

. . . اور اگر جناب بندہ مثل اقنوم اعلے کے موجود ہیں تو دو حال سے خالی نہیں

اقانیم میں اسی درجہ موجودیت ازل میں اتحاد ذاتی ہے یا کہ نہیں اگر نہیں تو دعویٰ توحید کا غلط
اناماسیس نمبر ۲۰

پانچواں مطالبہ میرا یہ ہے کہ مقدس اناماسیس نے مبارک ثالوث کی جو تشریح اور توضیح چوتھی صدی
کی کونسل میں فرمائی یہ تشریح خود مقدس حوارین یا مسیح نے عہد جدید میں کیوں نہ کر دی کیا مسیح
اور حوارین مسیح مقدس اناماسیس جیسے فصیح و بلیغ نہ تھے۔

ترکوں کے متعلق حضرت مسیح موعود کے الفاظ

جب سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مسند خلافت پر بیٹھے ہیں تب سے مسیح موعود کی بہت ساری پیشگوئیاں
بارش کی طرح پے در پے ظہور میں آئی ہیں جنہیں سے چند بطور نمونہ مشتے از خروارے ہدیہ ناظرین کرتا
ہوں۔

پہلی پیشگوئی خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا وجود مبارک ہے اور آپکا وجود حضرت صاحب کی
بہت ساری پیشگوئیوں کا مصدق ہے جو کہ سبز اشتہار میں لکھی ہیں۔

دوسری پیشگوئی اپنے سلسلہ میں اختلاف کا واقعہ ہونا ہے جس کی طرف آپکے مندرجہ ذیل
اشعار اشارہ کرتے ہیں۔

قدرت حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہو گئے ؛ یا محبت کے وہ دن تھے یا ہوا ایسا فقار
دھو دیئے دل سے وہ سارے صحبت دیریں کے رنگ ؛ پھول بنکر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خار
جس قدر نقد تعارف تہا وہ کھو بیٹھے تمام ؛ آہ کیا یہ دل میں گزرا ہو نہیں اس سے دلفگار

تیسری پیشگوئی ایک عظیم الشان جنگ کا برپا ہونا جیسے کہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں
آپ فرماتے ہیں۔ (اپریل ۱۹۰۵ء)

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد ؛ جس سے گردش کھائینگے دیہات شہر اور مرغزار

چوتھی پیشگوئی زار روس کا زار و نزار ہونا جس کی طرف آپکا مندرجہ ذیل شعر اشارہ
کرتا ہے ؎

مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس ؛ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار

آمدم بر مطلب۔ اب میں آپکے ان الفاظ کا ترجمہ جو کہ آپنے ترکوں کے متعلق اپنی کتاب الہدیٰ

والتبصرة لمن یریٰ صفحہ ۵۰ تا ۵۲ میں فرماتے ہیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں :-
"کیا تم ان کے تخت کو امن کی محفوظ جگہ خیال کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تو ایک ناپاک جگہ ہے کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ اسلام کی حدود کو کفار سے بچا سکینگے نہیں نہیں بلکہ وہ تو خود انہیں غفلت کے ہاتھوں سے بلاتے ہیں کہ ملت کے رہے سہے آثار پر بھی وہ قابض ہو جائیں کیا تم گمان کرتے ہو کہ وہ اسلام کی پناہ ہیں سبحان اللہ بڑی بھاری غلطی ہے بلکہ وہ تو بدعتوں سے دین خیر الانام کی بیخکنی کرتے ہیں تمہارا اختیار ہے کہ تم ان کی نسبت نیک گمان کرو۔ اور بدکرداریوں سے انکی بریت ثابت کرو لیکن کن علامتوں سے تم ایسا دعویٰ کروگے۔ انکی یہ حالت بیان کرکے فرماتے ہیں کہ :-

اتخالون انہم یحفظون حرم اللہ وحرم رسولہٖ کالخدام کلا بل الحرم یحفظہم لادعاء الاسلام وادعاء محبۃ خیر الانام وقد حقت العقوبۃ لولم یتوبوا الی اللہ المقتدر العلام ۔ (ترجمہ)

کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ حرمین شریفین کے خادم ہیں اور محافظ ہیں ہرگز نہیں بلکہ حرم انہیں بچا رہا ہے اسلئے کہ وہ اسلام اور رسول خدا کی محبت کے مدعی ہیں اور اگر وہ سچی توبہ نہ کریں تو سزا سر پر کھڑی ہے" انتہیٰ

پس مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں اور یہ بعینہٖ ان کے حق میں پورے ہو چکے ہیں اسلئے کہ جب شریف مکہ و مدینہ انکی سلطنت سے نکلکر علیحدہ ہو گئے ہیں اور مکہ و مدینہ پر ان کا تسلط نہیں رہا تب سے ہی انپر تباہی پر تباہی نازل ہو رہی ہے اور بغداد و بیت المقدس وغیرہ تمام ان کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں پس حضرت صاحب کا فرمان حقت علیہم العقوبۃ لولم یتوبوا الی اللہ المقتدر العلام کیسے پورا ہوا کیا انکی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے بعد بھی آپکے مرسل نبی اللہ ہونے میں کوئی شک ہے اور جبکہ آپکے کلمات وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے مصداق ہیں

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ :- (جلال الدین جماعت ہفتم مدرسہ احمدیہ قادیان)

آریہ صاحبان کی تشحیذ میں چند سوالات

آرین کتب اور سوامی دیانند جی کی تحریرات کے ساتھ خاکسار کو ایک عرصہ سے خاص قسم کی دلچسپی ہے اور میںنے آریہ سماج کے لٹریچر کا معتدبہ حصہ پڑھا ہے اس مطالعہ کے دوران میں میرے دل میں چند سوالات پیدا ہوئے جنکا تسلی بخش جواب سماجی کتب میں ہرچند ڈھونڈا پر نہ ملا۔ اسلئے آج میں اُن سوالات میں سے چند سوال بغرض جواب آریہ سماج کے پروفیسروں اور اپدیشکوں کی خدمت میں بکمال ادب اپنی تسلی کے لئے پیش کرتا ہوں اگر تسلی بخش جواب ملگیا توانشاءاللہ باقی سوالات بھی تشحیذ کے ذریعہ اُن کی خدمت میں پیش کرونگا امید ہے کہ سماجی علم دوست اصحاب خاکسار کی تسلی فرماکر مشکور فرمائینگے۔

(۱) کلیات آریہ مسافر مصنفہ پنڈت لیکھرام پشاوری صفحہ ۶۶۵ کالم ۲ میں پنڈت لیکھرام دیانند جی کی بابت لکھتے ہیں ”سوامی دیانند جی کی بابت ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اول تو وہ آپت پرش یعنے نجات سے واپس آمدہ شخص تھے کیونکہ جو یوگیوں اور رشیوں کے گن ہوتے ہیں وہ بہت سے ان میں موجود تھے تھوڑی سی محنت میں اسقدر عظیم الشان ناپیدا کنار بحر ذخار سنسکرت کے پار ہوجانا ہوگی جن کے سوا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پس وہ دھرم اور قوم پر جان نثار کرکے صداقت کا راستہ بتلاکر دھارمک شہید ہوکر ضرور نجات پاگئے۔ پنڈت لیکھرام کی طرح اور بھی تمام سوامی دیانند کے پیروؤں کا یہی عقیدہ ہے کہ سوامی دیانند صاحب ضرور ہی مکتی پاگئے مگر سوامی دیانند اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ   پر لکھتے ہیں۔ گناہ کا بخشنا بڑا بھاری ادہرم (بیدینی) ہے۔ گناہ معاف کرنے سے خدا بے انصاف ہوجاتا ہے ستیارتھ صفحہ   ۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۲۰ پر سوامی جی لکھتے ہیں ”خدا اگر پاپ معاف کرے تو اسکا انصاف جاتا ہے اور تمام انسان باغی ہوجاویں اسلئے تمام اعمال کا مناسب نتیجہ دینا ایشور کا کام ہے نہ کہ معاف کرنا“ اور دیکھئے کلیات مسافر صفحہ ۵۰ گناہ کی سزا ضرور ملیگی کسی طرح ایک شوشہ بھی نہ ٹلیگا“

مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ انسان خواہ کتنے ہی نیک کام کرے مگر اسکا ایک گناہ بھی ویدک تعلیم کی رُو سے خدا نہیں معاف کرتا۔ اب دیکھئے سوامی دیانند جیون چرتر مصنفہ رادھاکشن مہتہ صفحہ ۱۸ ”سوامی جی قصبہ چنڈال گڑھ میں گئے وہاں ان کو بھنگ پینے

کی بری عادت پڑ گئی۔ چنانچہ اکثر وہ اسکے نشے سے مدہوش ہو جاتے"۔

(۲) ایک بیراگی ایک مورتی (بُت) رکھکر بیٹھا ہوا تھا بات چیت ہونے پر وہ بولا کہ انگنی میں سونے کا جھاڑ الکر دیراگ کی شدھی کیسے ہوگی مجھے اسطرح لکھا کہ میرے تینوں چھلے مورتی کو بھینٹ کرالئے (آپ نے بُت پر چڑھاوا چڑھایا) (ایڈیشن سنجری صفحہ ۱۶۲)

(۳) سوامی کو جب باپ نے پکڑا تو کہا یہاں سے میرا ارادہ گھر کی طرف جانے ہی کو تھا۔ گوسوامی جی ظاہر میں اپنے والد کے ساتھ گھر جانیکا اقرار کرتے تھے لیکن دل میں وہ اپنے ارادہ پر ویسے ہی مستقل تھے (غلط بیانی جیون چرتر صفحہ ۱۱)

(۴) سوامی جی ایک عرصہ تک اپنے آپکو خدا سمجھتے رہے"۔ (سوانحعمری دیانند ترجمہ دلپت رائے جگراوی صفحہ ۱۳۶)

اب میں دکھاتا ہوں کہ انکی سزا آرین گیت میں کیا لکھی ہے دیکھئے منوشاستر ۱۲/۹ اور زبان کے ذریعے کئے ہوئے پاپ کی سزا میں انسان پرند چرند کی جون میں جاتا ہے۔ منشی اشیاء کے استعمال کرنیوالا ہاتھی۔ گھوڑے شودر ملیچھ شیر کتا وغیرہ کے جنم میں جاتا ہے" منو ۱۲/۵۵ جو لوگ بت پرستی کرتے ہیں وہ ویدوں کے مخالف ہیں ستیارتھ صفحہ ۴۲۲ - ویدوں کے مخالف کی کیا سزا مقرر ہے" ویدوں کے خلاف عمل کرنے سے انسان حیوانات کا جسم پاکر دکھ حاصل کرتا ہے" بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۳۲

ان حوالجات کو اپنے اس عقیدے سے جو پنڈت لیکھرام کے الفاظ میں بیان ہو چکا ہے مطابق کر کے دکھائیں اور مجھے سمجھائیں کہ آیا یہ باتیں پاپ ہیں یا نہیں؟ اگر پاپ نہیں تو اعلان کریں اگر ہیں تو انکی سزا پانے کے بغیر مکتی کس طرح ہو سکتی ہے؟

دوسرا سوال - سوامی دیانند جی مہاراج ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۔۔ میں مسلمانوں کی تردید میں لکھتے ہیں - لوگوں کو مارنے اور جس جاندار سے زیادہ فائدہ پہنچے مثلاً گائے وغیرہ اسکے مارنے کی مخالفت نہ کرنے سے خدا دنیا کو نقصان پہنچانے والا ثابت ہوتا ہے اور بدنام بھی ہو جاتا ہے ایسی باتیں نہ خدا کی اور نہ اسکی کتاب کی ہو سکتی ہیں۔

سوامی جی یہاں لکھتے ہیں دوسرے آدمیوں کو مارنا اور جانوروں کے ہلاک کرنے کی تعلیم جس کتاب میں ہو وہ خدا کی کتاب نہیں مگر یجروید ادھیائے ۱۷ منتر ۱۵ ترجمہ دیانند جی بھاشہ میں ہے ہم لوگ جس سے دشمنی کریں اسکو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈالدیں راجہ بھی اسکو شیر کے منہ میں ڈالدے"۔

اب آریہ صاحبان بتائیں سوامی جی نے جو معیار قائم کیا تھا۔ اسکی رُو سے وید الہامی ٹھہر

سکھتے ہیں۔

تیسرا سوال ۔ سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۱۲ پر لکھتے ہیں۔ "اس قسم کی دعا کبھی نہ کرنی چاہئے اور نہ ہی وہ قبول کرتا ہے۔ جیسے اے پرمیشور آپ میرے دشمنوں کو فنا کرو مجھکو سب سے بڑا بناؤ میری ہی نیک نامی ہو۔ . . . . جو ایسی پرارتھنا کرتے ہیں وہ سخت جاہل ہیں"

سوامی جی کی محولہ عبارت سے معلوم ہوا کہ ایسی دعائیں کرنی جاہلوں کا کام ہے مگر ویدوں میں ایسی ہی دعائیں کرنی سکھلائی گئی ہیں تو پھر کیا وید الہامی ہے یا بقول سوامی جی بہت سے منتر ہیں بطور نمونہ ایک لکھتا ہوں ملاحظہ ہو یجروید ۱۳–۱۲

"اے براج پرش آپ دھرم کے مخالفوں اور دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں۔ اے جاہ و جلال والے پرش وہ جو ہمارے دشمنوں کو مدد دیتا ہے آپ اسکو الٹا خشک لکڑی کی طرح جلائیں"

پس سوامی جی کے معیار کی رو سے وید الہامی نہ ہے جواب باصواب عطا ہو۔

چوتھا سوال ۔ منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۹۱ میں لکھا ہے "گئو موتر یا پانی یا گئو کا دودھ یا گئو کے گوبر کا رس ان میں سے کسی ایک کو آگ برن کرکے پیوے اور مرجاوے۔ تو وہ (پینے والا) پاک ہوجاتا ہے"

براہ مہربانی اس پوتر نسخہ کی فلاسفی وضاحت سے سمجھائیں کیا واقعی گائے کا پیشاب اور گوبر پاک چیزیں ہیں اگر ٹھیک ہے تو ان لوگوں کی فہرست پیش کریں جنہوں نے اسکا استعمال کیا اور پاک ہوگئے۔

پانچواں سوال ۔ آریہ صاحبان کا دعویٰ کہ گوشت خوری کا حکم ویدوں میں نہیں صحیح ہے یا غلط اگر صحیح ہے تو سوامی جی کا مندرجہ ذیل فرمان ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲۳ کا کیا مطلب ہے "بائبل میں قربان گاہ کے بنانے اور سوختنی قربانیاں چڑھانے کا ذکر ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں ویدوں سے لی گئی ہیں الخ اور کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۰۵ کالم ۲ مضمون مہاشہ دیانند جی و پادری صاحبان۔ اگر سوامی جی کے فرمان صحیح ہیں تو (اور یقیناً آریوں کو انکار نہیں ہوسکتا) معلوم ہوا کہ گوشت خوری وغیرہ کا ذکر ویدوں میں ہے اور آج آریوں کا اسکے خلاف آواز اٹھانا سراسر ویدوں سے انحراف کرنا ہے۔

چھٹا سوال ۔ سوامی جی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۲۰ پر لکھتے ہیں "مردہ دفن کرنے سے جلانا بہتر ہے اور جلانے کی ترکیب یہ ہے کہ ویدی بناکر مردہ کے جسم کے برابر وزنی گھی لینا

چاہیئے اور فی سیر گھی میں ایک رتی کستوری اور ایک ماشہ کیسر ڈالنا چاہیئے کم از کم آدھ من صندل کی ڈالے زیادہ چاہے جسقدر ہو۔ اگر کوئی مفلس ہو تو وہ بھی کم از کم بیس سیر گھی چتا میں ڈالے خواہ وہ بھیک مانگے یا اہل برادری یا سرکار سے ہی کیوں نہ حاصل کرنا پڑے۔ الخ

اب ہمارا اس پر یہ سوال ہے کہ آریہ صاحبان ویدک دھرم کے عالمگیر ہونے کے جو دعوے پیش کرتے ہیں۔ کیا جو مذہب عالمگیر ہو اُسکے ایسے ہی اصول ہوتے ہیں۔ کیا جہاں گھی کستوری کیسر لکڑی وغیرہ نہ ملے تو وہاں انسان کیا کرے عالمگیر مذہب وہ ہو گا جس کے اصول سہل اور سادہ ہوں نہ کہ صرف ایک مردہ کے جلانے کے لئے بیچارے کو تین صد روپیہ کا زیر بار ہونا پڑے یا بھیک مانگنی پڑے۔ یہ سوال پیش کئے جاتے ہیں دیکھئے کون مرد میدان بنکر ہماری تسلّی کرے۔

ساتواں سوال۔ جیون چرتر مہرشی سوامی دیانند سرسوتی مصنّفہ پنڈت لیکھرام کے صفحہ ۳۵۵ پر زیر عنوان گجرات کے حالات یہ عبارت درج ہے۔

"دوسرے دن سوامی جی نے مورتی پوجا کھنڈن پر لیکچر دیا × × اور مندروں میں عورتوں کے جانے اور وہاں کی درو شا کا بیان فرمایا جس پر کسی شخص نے مکان کی چھت بجانب مغرب سے یہ سوال کیا کہ آپنے فرمایا کہ استری کو اچت (مناسب) ہے کہ سال میں ایک ہی بار اپنے پتی کے پاس جائے۔ یعنی وبچار (زنا) نہ کرے مگر جس کا پتی طوائف (کنجری) کے پاس جائے اسکی عورت کیا کرے۔ انہوں نے کہا کہ اسکی عورت بھی ایک اور مضبوط سا آدمی رکھ لے۔"

میں تو اس جواب کو پڑھکر حیران ہوں کیا آریہ صاحبان علی الاعلان کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ جواب حق اور راستی پر تھا۔ اور جو مشورہ سوامی جی نے دیا وہ ان کی شان کے شایان تھا۔

اخیر میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ سوالات محض حق طلبی کی بنا پر ہیں۔ جو آریہ صاحب جواب دینگے یا کسی غلط بات کی تردید کرینگے میں بڑی خوشی سے اس کو تسلیم کرونگا کیونکہ ستّ کو لینا اور اسّت کو تیاگنا ہی دھرم ہے۔ +

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

غیر احمدیوں کی قرآن دانی

حضرت خاتم النبیین کہ مہبط روح الامین پیغامبر کتاب مبین ہیں۔ کے بعد صحابہ کرام خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی جو اعلم بالقرآن تھے اسی طرح اس زمانہ میں وہی ذات قدسی صفات قرآن مجید کے معارف و حقائق کا سب سے بڑھکر علم رکھتی تھی جو ایمان کو ثریا سے واپس لائی اور پھر آپ کے طفیل آپ کے خلفاء اور صحابہ رض قرآن دان ہیں۔ جتنا جتنا کوئی ان قدسی نفوس سے دور ہے اتنا ہی بے نور ہے اور فہم قرآن سے عاری۔ مولوی کرم الدین صاحب ساکن بھیں سلسلہ احمدیہ کے عدالتی مخالف نے مولوی محمد علی صاحب پر ایک اعتراض شائع کیا کہ انہوں نے اپنی تقریر میں وما ارسلناک الا کافۃ للناس کے معنے کئے "کافی واسطے لوگوں کے" اور کافۃ کے معنے کافی غلط ہیں۔ میں کہتا ہوں بیشک یہ معنے غلط ہیں اور یہ نتیجہ اور عقاب ہر گز سلسلہ احمدیہ سے الگ ہو کر علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد عزا قائم کرنیکا مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک غیر احمدی ایک نام کے احمدی پر گرفت کر کے تمام احمدیوں اور انکے امام کو علم القرآن سے جاہل ٹھہرا لے۔

مولوی صاحبکا اعتراض ان الفاظ میں ہے

"نہیں بھیجا ہمنے آپکو مگر کافی لوگوں کے لئے گویا کافہ کو پیغمبر کی صفت سمجھا حالانکہ یہ ناس کی صفت مقدم ہے ۔ اگر بفرض محال اس لفظ سے مراد کافی ہے تو پھر تاء تانیث کیسی ہے" (پیسہ اخبار ۲ جنوری ۱۸؁ ۱۹ء)

عبارت مندرجہ بالا سے مولوی کرم الدین صاحبکا علم و فضل بھی ظاہر ہو گیا آپنے کافہ کی تاء کو تاء تانیث ہونے میں منحصر کر دیا چنانچہ اسی دلیل کی بناء پر کہا ہے کہ کافہ پیغمبر کی صفت نہیں ہو سکتا۔ (۱) کافہ پیغمبر کی صفت نہیں ہو سکتا۔ (۲) یہ لکھا ہے کہ کافہ ناس کی صفت مقدم ہے۔ . . . . یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مفردات راغب ملاحظہ ہو۔

الا کافۃ للناس ای کافا لہم عن المعاصی والھاء فیہ للمبالغۃ کقولہم راویۃ وعلامۃ ونسابۃ

یعنی کافۃ للناس کے معنے ہیں گناہوں سے لوگونکو روکنے والا اور (ھا) تاء اسمیں مبالغہ کے لئے ہے جیسے علامۃ میں۔

تفسیر کبیر پڑھیے۔

فیه وجهان احدهما کافة ای ارسالة کافة ای عامة لجمیع الناس تمنعهم من الخروج عن الانقیاد لها والثانی کافة ای ارسلناک کافة تکف الناس انت من الکفر والهاء للمبالغة علی هذا الوجه

یعنے دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ارسالۃ کافۃ یعنے رسالت تمام لوگوں کے لئے ہے۔ جو اس بات سے روکتی ہے کہ اسکی فرمانبرداری سے نکلا جائے۔

دوم۔ یہ تو اے پیغمبر لوگوں کو کفر سے روکتا ہے اس صورت میں یہ تاء اہل مبالغہ کے لئے ہے دیکھا آپ نے جس صورت کو غلط قرار دیا ہے۔ اس صورت میں یہ تاء تانیث نہیں ہے بلکہ مبالغہ کے لئے ہے۔ ہاں کافہ ک سے حال واقعہ ہوا ہے اب آپ بیضاوی دیکھیں اور اسکا حاشیہ قنوی بھی ساتھ ساتھ پڑھتے جاویں۔

الا ارسالة عامة لهم من الکف اشار الی ان کافة صفة لمحذوف دل علیه الکلام وتاءه للتانیث۔

یعنے ایک تو یہ صورت ہے کہ ارسالۃً عامۃً سمجھا جائے گویا کافہ صفت کا موصوف ہے اور تاء تانیث کے لئے ہے اب آپکو معلوم ہوا کہ تاء تانیث کیسی ہے۔ دوسری صورت

او الا جامعاً لهم فی الابلاغ فهی حال من الکاف والتاء للمبالغة حال من النبی علیه السلام ای جامعاً للناس فی ابلاغ ما ارسلت به لهم

یعنی کافۃ ارسلنک کے کاف سے حال واقعہ ہوا ہے اور تاء مبالغہ کے لئے ہے نبی کریم کے لئے بیان فرمایا کہ آپ لوگوں کو اسلام میں جمع کرنے والے ہیں جس صورت کو آپ ممنوع قرار دیتے تھے یہ وہ صورت ہے بشرطیکہ اتنا حسن ظن کر لیا جائے کہ آپنے صفت کا لفظ بمعنے حال استعمال کیا ہو اب ہی وہ صورت جو خود آپنے بیان فرمائی یعنے کافہ ناس کی صفت مقدم ہے مولویصاحب یہ تو بالکل غلط ہے وحشی گھیپ کے علماء صرفی نحوی مشہور ہیں آپنے اس علاقہ کی پوزیشن بھی مجروح کردی۔ الناس تو معرفہ ہے اسکی صفت کافۃ نکرہ کیونکر بن سکتا ہے کیا آپ بھول گئے کہ نعت منعوت کی تابع ہوتی ہے تعریف و تنکیر میں ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کافۃ الناس کا حال مقدم ہے مگر حاشیہ قنوی میں یہ لکھا ہے۔

لا یجوز جعلها حالا من الناس علی المختار اذ المختار ان الحال

لا یجوز تقدیمہا علی ذی الحال المجرور۔
یعنے الناس کا حال بنانا مختار مذہب پر جائز نہیں کیونکہ ذی الحال جب مجرور ہو (جیسا کہ اس آیت میں ہے) تو اسپر حال کو مقدم کرنا جائز نہیں۔

پس آپکی توجیہ باطل ہوئی آپنے ہمیں بیعلم قرار دیا تھا خود آپکا علم ظاہر ہو گیا اخیر میں ابن تمجید کی عبارت پر اسکو ختم کرتا ہوں۔

فقال ابو البقاء کافۃ حال من الکاف والھاء زائدۃ للمبالغۃ والناس متعلق بہ انتہی ما ارسلناک الا کافۃ للناس عن الکفر و المعاصی۔

لٹریچر پر نظر

عام دستور تو یہی ہو کہ جبتک کوئی کتاب ایڈیٹر کے پاس بغرض ریویو نہ آئے اس پر ریویو نہیں کیا جاتا مگر میرے ایک مکرم معظم کا خیال ہو جس سے مجھے بھی اتفاق ہے کہ ایڈیٹر کا فرض ہے کہ وہ نئے لٹریچر کی اشاعت کی خبر اپنے ناظرین کو دیتا ہے چنانچہ اسی لئے میں جلسہ پر شائع ہونے والی کتابوں کا ذکر کرتا ہوں۔

تصدیق المسیح یہ ایک سو تنتالیس صفحے کا رسالہ ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے تالیف فرمایا ہے اور محبی منشی فخر الدین صاحب مالک احمدیہ ایجنسی قادیان نے ایام جلسہ میں علی سبیل الاستعجال۔ خوشخط صحیح عمدہ سفید کاغذ پر چھپوایا ہے جس قدر میں اس رسالہ کو یہ سطور لکھنے تک دیکھ سکا ہوں اسکی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ رسالہ عام فہم سلیس عبارت میں جامع اور مدلل ہے اور آجکل کے مدرسوں اور کالجوں میں پڑھنے والے طلباء کے لئے نہایت مفید ہے۔ نیز ان لوگوں کے لئے جو معمولی لکھے پڑھے اور دین کا شوق رکھتے ہیں اسمیں ملانوں کی طرح بال کی کھال نہیں اتاری گئی مگر تاہم جو کچھ لکھا ہے تحقیق و تدقیق سے لکھا ہے اور ایسے پیرایہ میں کہ دلنشیں اور موثر ہو۔ اکثر لوگ جو سلسلہ میں نئے داخل ہوتے تھے۔ وہ کوئی مختصر اور جامع کتاب مانگتے تھے جن سے انہیں حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کے موٹے موٹے دلائل کا علم ہو جائے اور وہ غیر احمدی معترضین کو جواب دے سکیں وفات مسیح ناصری کا ثبوت دیں اور مسیح قادیانی کی صداقت ثابت کریں یہ سب مقصد اس رسالہ

سے حل ہو سکتا ہے آیات و احادیث کے حوالے بھی دیئے ہیں مسیح کا نزول سُنّی شیعہ میں ایک متفق علیہ مسئلہ ہے لیکن سرسید کے تتبع میں اکثر نوجوان مسیح کی آمد ثانی کے قائل ہی نہیں اسلئے ایک باب علیحدہ اس خصوص میں بھی ہونا چاہیئے تھا قیمت ۷ر

النبوۃ فی القرآن ۔ مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب جس میں غیر مبایعین اور غیر احمدیوں کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے حضرت اقدس کی نبوت کا ثبوت قرآن مجید سے دیا گیا ہے۔ اور ان باتوں پر خوب بحث کی ہے جو نبی اور غیر نبی میں مابہ الامتیاز بتائے جاتے ہیں اسپر مفصل ریویو پھر ہوگا قیمت ۶ر احمدیہ بک ایجنسی قادیان سے ملیگا۔

احمدیہ جنتری ۱۹۱۸ء ۔ خدا جزائے خیر دے میرے عزیز بھائی محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان کو احمدیہ جنتری کیا لکھی قادیان اور سلسلہ احمدیہ کے تمام کارخانوں اور کاموں کا فوٹو کھینچکر سامنے رکھدیا۔ ہر احمدی کے پاس اسکی ایک جلد ہونی چاہیئے اسمیں علاوہ ہجری عیسوی ہندی تاریخوں کے قادیان کا محل وقوع کرایہ ریل۔ یکہ۔ فاصلہ۔ جماعت احمدیہ کے عقاید۔ بیعت کے الفاظ۔ دس نصائح خلیفہ اوّل مسیح موعود کی تعلیم۔ مختصر علامات امام مہدی۔ غرض بیعت آیات قرآنی بروفات مسیح مع حوالجات صدر انجمن کے تمام صیغوں اور دفاتر کے نام۔ علما و فضلاء سلسلہ کے نام۔ اخبارات و رسالجات طریق مباحثہ مجددین امت محمدیہ کے نام۔ خطبہ نکاح فہرست کتب مسیح موعودؑ سن وار۔ انجمن ترقی اسلام کے کارنامے غرض سب کچھ درج ہے جو غیر احمدیوں میں تبلیغ کا کام دے اور ایک احمدی کے معلومات بڑھائے اور یہ جنتری بالکل سستی ہے ۔عہ رکی ۱۶ احباب ضرور پبلشر کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ یہ جنتری ہر سال چھپتی رہے۔

مرزا صاحب ۔ مرزا صاحبان پنجاب میں بہت شوق سے گایا جاتا ہے میںنے اپنی خاص فرمائش سے مرزا صاحب مہدی نام ایک نظم ۱۶ صفحے اسی وزن پر پنجاب کے مشہور و معروف شاعر مولوی محمد دلپذیر صاحب کے بیٹے برادرم محمد منظور صاحب سے لکھوائی ہے جو بہت دلچسپ بہت مقبول ہے قیمت ار

قول فیصل ۔ غیر مبایعین جو اعتراضات اب کرتے ہیں وہ سب کے سب ۱۹۰۶ء میں کسی صاحب نے کئے اور حکیم فضل دین صاحب مرحوم نے ان کے جوابات دیئے حضرت اقدس کی زندگی میں متنازعہ مسائل کا فیصلہ ہماری صداقت کا ایک بین نشان ہے قیمت ۔ر یہ رسالہ کثرت سے

آم کے آم گٹھلیوں کے دام

ٹریکٹ رفیق حیات

یہ ٹریکٹ ہر ماہ میں ایک دفعہ قادیان سے شائع ہونا شروع ہوا ہے
اس میں طبی۔ علمی۔ اخلاقی۔ تجارتی۔ سائنٹفک مضامین پر عالمانہ
بحث کی جاتی ہے۔ علاوہ مندرجہ بالا خوبیوں کے اس میں حضرت
حکیم الامۃ مولٰنا حکیم **نورالدین** صاحب رضی اللہ عنہ خلیفہ اول
کے مجربات جس کی پبلک مدت سے شایق تھی صحیح طور پر شائع کئے
جاتے ہیں۔ باوجود ان خوبیوں کے سالانہ چندہ صرف عہ؍ طلباء سے ۱۲؍
نمونہ کے پرچہ کے لئے ۱؍ کا ٹکٹ آنا چاہئے۔

نوٹ۔ اصلی مدعا ہمارا اس ٹریکٹ کے شائع کرنے سے یہی ہے
کہ پبلک نیم حکیموں کے پھندے سے چھٹکارا پایا جاوے۔ نیز حسب
منشاء باقاعدہ طور پر مریضوں کا علاج بذریعہ خط وکتابت کیا جاتا ہے
جواب کے لئے ٹکٹ آنے چاہئیں۔

ملنے کا پتہ مینیجر رفیق حیات قادیان (پنجاب)

لکھنؤ کے مشہور ڈاکٹر ایس بی برمن صاحب ... تیار کردہ ... ایک خوبصورت تصویری
... خوبصورت اعلےٰ درجہ کے چھپے کاغذ پر بھی ہے ... مفت ...
پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھنے پر بلا محصول ڈاک بھیجی جاتی ہے



تندرستی کی گفتگو

ابھی اپنی صحت کو درست رکھنے کے لئے سب سے قریب تک فکر میں رہتے ہیں اور اپنی حیثیت والے جسکو جیسی ... ہے ویسا ہی کرتے ہیں دولتمند گھی۔ دودھ میوہ وغیرہ کھاتے ہیں اور قیمتی دوا استعمال کرتے ہیں غریب کم خرچ۔ جڑی بوٹی اور چٹکلے کی کھوج میں رہتے ہیں جاڑے کے موسم میں چونکہ مقویات کا کھانا نہایت مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ اس موسم میں ہر چیز مریض کے موافق ہوتی ہے۔ اس فکر اور دقت کو دور کرنے کی نہایت ہی آسان ترکیب ہے۔ جسمیں نہ تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور نہ لیاقت سے باہر خرچ ہے۔ وہ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مقوی گولیان

ہیں۔ آپ بھی آزمایش کر کے دیکھیے۔ یہ بھوک کو بڑھاتی ہیں اور نیا خون پیدا کرتی ہیں۔ جوانی میں بے اعتدالیوں کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور جسے جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ یہ سب شکایتیں دور کرکے نیا خون اور نیا جوش پیدا کرتی ہیں قیمت ۔/ ۱۰ گولیوں کی شیشی علاوہ محصول ڈاک